ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جولائی 2020ء - ذوالقعدۃ 1441ھ (جلد 17 شمارہ 11)

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جلد 17 شمارہ 11

جولائی 2020ء - ذوالقعدۃ 1441ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ.................... 25 روپے

سالانہ................. 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈوکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال......................کردار کا غازی بننے کی ضرورت..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قــــرآن (سورہ آلِ عمران: قسط4)....................کافروں کا مال واولاد،

عذابِ الٰہی سے نہ بچا سکے گی...// // 6

درسِ حدیث..........استنجاء واستبراء میں تشدّد وسختی کی ممانعت.....// // 18

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات...// // 21

''رجوع الی اللّٰہ'' (حصہ اول)..مولانا شعیب احمد 30

ماہِ ربیع الآخر: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 35

علم کے مینار:... تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ سوم)...مفتی غلام بلال 37

تذکرۂ اولیاء:..........حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ ہجرت.......مفتی محمد ناصر 43

پیارے بچو!..............................بلی کا بچہ.....................مولانا محمد ریحان 46

بزمِ خواتین........خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (تیسرا حصہ).......مفتی طلحہ مدثر 48

آپ کے دینی مسائل کا حل........شبلی اور فراہی (قسط3)..............ادارہ 56

کیا آپ جانتے ہیں؟.......ڈیجیٹل تصویر کے متعلق رائے.....مفتی محمد رضوان 73

عبرت کدہ........................فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن''

کی دعوت (حصہ پنجم)...مولانا طارق محمود 80

طب وصحت......''ثریا'' ستارہ سے رفعِ آفات کی احادیث......حکیم مفتی محمد ناصر 83

اخبارِ ادارہ.............ادارہ کے شب وروز............................// // 90

اخبارِ عالم......قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 91

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

کردار کا غازی بننے کی ضرورت

ایک لمبے عرصے سے مسلمانوں کے اکثر و بیشتر شعبوں سے وابستہ بیشتر لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ وہ گفتار اور زبان کے غازی بن کر رہ گئے ہیں، کردار کے غازی نہیں رہے، جس کی وجہ سے مسلمان ہر شعبہ میں روبہ زوال ہیں، خواہ وہ حکومت و سیاست کا شعبہ ہو، یا عدالت اور وکالت کا شعبہ ہو، یا تجارت و معاملات کا شعبہ ہو، یا معاشرت و اخلاق کا شعبہ ہو، یا تعلیم گاہوں کا شعبہ ہو، یا تربیت گاہوں کا شعبہ ہو۔

اور زیادہ حیرت اس بات کی ہے کہ ان شعبوں سے وابستہ مسلمانوں کے مصلحین و قائدین کی کوششوں کا زیادہ محور بھی گفتار اور زبانی کلامی جمع خرچ تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

زیادہ سے زیادہ کچھ کیا تو کسی مقصد کے لیے شور شرابا کرلیا، جلسے جلوس اور اجتماعات منعقد کر لیے، اور نشتن، گفتن، برخواستن پر عمل کرلیا، تالیاں بجالیں، نعرے لگوادیئے، ریلیاں نکال لیں، اور سمجھ لیا کہ بس کام ہوگیا۔

جو حضرات دوسروں کو کردار کا غازی بننے کی دعوت دیتے ہیں، ان میں سے اکثر کی دعوت کا محور بھی گفتار سے تجاوز نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ ان کے اپنے بس میں جو کچھ کام ہوتا ہے، وہ کام خود کرنے کے بجائے، دوسروں سے کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔

اور پھر اوپر سے اپنے اس زبانی جمع خرچ اور گفتار والے کام کی خوب تشہیر و تبلیغ کرتے ہیں، اور اس کے گیت گاتے بھی پھرتے ہیں، اور اس گفتار کو ہی کردار سمجھ بیٹھتے ہیں۔

اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا؟

اس طرزِ عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا تعمیری کردار بہت پیچھے چلا گیا۔

اور اس کے برعکس مسلمانوں نے بعض شعبوں میں اپنے دشمنوں کی اقتداء میں، گویا کہ ایسی نیت

www.idaraghufran.org

باندھ لی ہے کہ اس کا اختتام سلام پھیرنے پر ہی ہوگا، خود سے کچھ کرنے کے لیے تیار نہیں۔

اوراس کے برخلاف چندصدیوں سے دوسری کئی ترقی یافتہ اقوام کی حالت یہ ہے کہ وہ کسی کام کے لیے نرے دعوے کرنے، نعرے لگانے، شورشرابا کرنے، کھلے عام جلسے جلوس منعقد کرنے اور احتجاج اورریلیاں منعقد کرنے کے بجائے، چپ چاپ اور خاموشی سے بیٹھ کراپنے عملی کام میں لگے ہوئے ہوتے ہیں، اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسی ایسی ایجادات وتحقیقات کر دیتے ہیں، جن پر مسلمانوں کے قائدین بھی حیران اوردَنگ ہوکررہ جاتے ہیں۔

حالانکہ کردار کا غازی بننے کی اصل تعلیم، دینِ اسلام ہی نے دی ہے، اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب میں تو اس کا خاطرخواہ ذکر ہی نہیں، اوراگر دوسرے مذاہب کے اندراس کا کسی درجہ میں ذکر بھی ہے، تو وہ دینِ اسلام کے مقابلے میں عشرِعشیر بھی نہیں، دنیا کی ترقی یافتہ بہت سی اقوام نے تو اسلام کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر ہی اپنی ترقی کا زینہ تیار کیا ہے، جس کا ان میں سے بعض لوگوں نے برملا اعتراف بھی کیا ہے۔

پھر مسلمانوں کی گفتار کا بڑا حصہ بھی تعمیری اور مثبت کاموں کے بجائے تخریبی اور منفی کاموں میں استعمال ہونے لگ گیا ہے، جن کی دلچسپی کا بنیادی مرکز، دوسروں میں کیڑے اور عیب نکالنا، نکتہ چینی کرنا، اور سب سے بڑھ کر اپنے مسلمان بھائیوں، بلکہ مذہبی و دینی طبقہ کی عیب جوئی، عیب گوئی، طعنہ زنی وغیرہ کرنا، بلکہ تکفیر بازی بن گیا ہے۔

چاہیے تو مسلمانوں کو یہ تھا کہ انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کی سیرتِ طیبہ، واخلاقِ حسنہ کو سامنے رکھ کر، خود کردار کے غازی بنتے، اور تعمیری ومثبت کاموں میں اپنے آپ کو لگاتے، لیکن اس کے بجائے، گفتار اور پھر تخریبی اور منفی کاموں کے ساتھ اپنے رشتہ کو مضبوط کرلیا، اور اسی کو اپنا اصل فرضِ منصبی سمجھ لیا۔

اگر انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سلفِ صالحین بھی، یہی طرزِ عمل اختیار کرتے، تو شاید آج ہم تک دین کا صحیح تصور بھی نہ پہنچ پاتا۔

یہ ہمارے طرزِ عمل کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے، جب اس کی تشریح وتفصیل کو ملاحظہ کیا جائے گا، تو

www.idaraghufran.org

ہمیں اپنے ہر شعبے میں اس کے عجیب وغریب مناظر دیکھنے کو ملیں گے۔

اور افسوس یہ ہے کہ آج اس المیہ کی فکر کرنے اور اس کا رونا رونے والا بھی ڈھونڈنے سے ملنا مشکل ہے، اور اگر کوئی اس کی فکر اور اس کا ذکر کرے، تو وہ بے چارہ مسلمانوں کی طرف سے مطعون ہوتا ہے، اور ایک بڑے طبقہ کی طرف سے اس موقع پر بزبانِ حال یہ طرزِ عمل سامنے آتا ہے کہ: ؎

ناصحا، مت کر نصیحت، دل میرا گھبرائے ہے
میں اُسے سمجھوں ہوں دشمن، جو مجھے سمجھائے ہے

اسی گفتار و کردار کی منظر کشی کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا: ؎

مسجد تو بنا دی شب بھر میں، ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پُرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

کیا خوب امیرِ فیصل کو، سَنّوسی نے پیغام دیا
تُو نام ونَسب کا حجازی ہے، پر دل کا حجازی بن نہ سکا

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذّت اس رونے میں
جب خُونِ جگر کی آمیزش سے، اشکِ پیازی بن نہ سکا

اقبالؔ بڑا اُپدیشک ہے، من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

آج دنیا بھر میں کفار اور اقوامِ کفار کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ جو کھیل کھیلا جا رہا ہے، اور جو طرح طرح کی سازشیں کی جارہی ہیں، ان کا مقابلہ صرف، بیان بازیوں اور باتوں اور گفتار سے نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کے لیے اپنے طرزِ عمل کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

اور وہ طرزِ عمل کوئی نیا نہیں، بلکہ وہی طرزِ عمل ہے، جو آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن وسنت میں صاف صاف بیان کردیا گیا تھا، اور صحابۂ کرام اور ہمارے اسلاف اس طرزِ عمل کو اختیار کرکے دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح پا چکے ہیں، اور اسی کی طرف ہم اپنی گزشتہ سطور میں توجہ دلا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم عطاء فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط 4، آیت نمبر 10 تا 13)　مفتی محمد رضوان

کافروں کا مال واولاد، عذابِ الٰہی سے نہ بچا سکے گی

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا وَاُولٰٓئِکَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ . کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ.قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ.قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰی کَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَاءُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ

(سورة آل عمران، رقم الآيات ۱۰، تا ۱۳)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ، جنہوں نے کفر کیا، ہرگز نہ بچا سکیں گے اُن کو، اُن کے اموال، اور نہ اُن کی اولاد، اللہ کے مقابلے میں کسی چیز سے، اور یہی لوگ ہیں، آگ کا ایندھن۔ جیسا کہ حال تھا، آلِ فرعون کا، اور اُن لوگوں کا، جو اُن سے پہلے ہوئے، تکذیب کی انہوں نے، ہماری آیات کی، پھر پکڑ لیا اُن کو اللہ نے، اُن کے گناہوں کی وجہ سے، اور اللہ شدید سزا دینے والا ہے۔ کہہ دیجیے آپ، اُن لوگوں سے، جنہوں نے کفر کیا کہ عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے تم، اور جمع کیا جائے گا تمہیں، جہنم کی طرف، اور بہت برا ٹھکانہ ہے۔ یقیناً ہے تمہارے لیے نشانی، دو جماعتوں میں، جو آپس میں ملیں، ایک جماعت قتال کر رہی تھی، اللہ کے راستے میں، اور دوسری کافر تھی، دیکھ رہے تھے وہ ، ان کو اپنے سے دو گنا، ظاہری آنکھوں سے، اور اللہ تائید کرتا ہے، اپنی نصرت کے ذریعے سے، جس کی وہ چاہتا ہے، بے شک اس (واقعہ) میں یقیناً عبرت ہے، بصیرت والوں کے لیے (سورہ آلِ عمران)

www.idaraghufran.org

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں سے پہلے آیت میں کافروں کے عذاب اور وبال کا ذکر ہوا ہے کہ کافروں کے پاس خواہ کتنی قسم کا، اور کتنا ہی زیادہ مال کیوں نہ ہو، اور کیسی بھی اور کتنی بھی اولاد کیوں نہ ہو، ان کا یہ مال اور ان کی یہ اولاد، ان کو اللہ کے مقابلے میں کوئی بھی اور کسی بھی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دنیا کا فائدہ حقیقی واصلی اور دائمی نہیں، حقیقی واصلی اور دائمی فائدہ، آخرت کا ہے۔

اور اللہ کی رحمت ونصرت، کفر پر مرتب نہیں ہوتی، اس لیے کافر، اللہ کی رحمت ونصرت سے محروم ہیں، اور اسی لیے وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی اس کا ذکر ہے۔

چنانچہ سورہ آل عمران میں ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ(سورة آل عمران، رقم الآية ١١٧)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ، جنہوں نے کفر کیا، ہرگز نہ بچاسکیں گے اُن کو، اُن کے اموال، اور نہ اُن کی اولاد، اللہ کے مقابلے میں کسی چیز سے، یہی لوگ ہیں آگ والے، یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (سورہ آلِ عمران)

اور سورہ مجادلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا أُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ (سورة المجادلة، رقم الآية ١٧)

ترجمہ: ہرگز نہ بچاسکیں گے اُن کو، اُن کے اموال، اور نہ اُن کی اولاد، اللہ کے مقابلے میں کسی چیز سے، یہی لوگ ہیں آگ والے، یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (سورہ مجادلہ)

پس کافروں کو دنیا میں جو طرح طرح کے اموال اور اولاد، حاصل ہے، مومنوں کو ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، نہ ہی کافروں کو خود، ان چیزوں سے دھوکہ کھانا چاہئے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جہنم کا اصل ایندھن کافر ہی ہیں، جیسا کہ مذکورہ آیت میں بھی ذکر ہے، اور دوسری آیات میں بھی اس کا ذکر ہے۔

جیسا کہ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۴)

ترجمہ: پس ڈرو تم اس آگ سے، جس کا ایندھن، انسان اور پتھر ہیں، تیار کی گئی ہے وہ، کافروں کے لیے (سورہ بقرہ)

اور سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ . يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

(سورة التحريم، رقم الآيات ۶ و ۷)

ترجمہ: اے وہ لوگوں جو ایمان لائے، بچاؤ تم اپنے آپ کو، اور اپنے گھر والوں کو آگ سے، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، اس پر فرشتے ہیں، سخت کڑے مزاج کے، جو نافرمانی نہیں کرتے، اللہ کی، جس چیز کا حکم کرے وہ ان کو، اور کرتے ہیں وہ وہی کام، جس کا ان کو اَمر کیا جاتا ہے۔

اے وہ لوگوں جنہوں نے کفر کیا، نہ عذر معذرت کرو آج کے دن، بس بدلہ دیا جائے گا تمہیں، ان چیزوں کا جو تم کرتے تھے (سورہ تحریم)

لیکن بعض مسلمانوں کو کسی سخت گناہ کے شدید عذاب کی وجہ سے بھی اس طرح کی وعید سنائی گئی ہے، جس سے کافروں کی طرح کا عذاب تو مراد نہیں، لیکن شدید و مدید عذاب مراد ہے۔

چنانچہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ " :لَيَظْهَرَنَّ الدِّيْنُ حَتّٰى

www.idaraghufran.org

يُـجَاوِزَ الْبَحْرَ، وَحَتَّى تُخَاضَ الْبِحَارُ بِالْخَيْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ يَأْتِي قَوْمٌ يَـقْـرَؤُونَ الْقُرْآنَ، يَقُولُونَ :مَـنْ أَقْـرَأُ مِـنَّـا؟ مَنْ أَعْلَمُ مِنَّا؟ "، ثُـمَّ الْتَفَتَ رَسُـولُ الـلَّـهِ صَـلَّـى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :هَـلْ فِي أُولَئِكَ مِنْ خَيْرٍ ، قَالُوا :لَا، قَالَ :أُولَئِكَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، أُولَئِكَ وَقُودُ النَّارِ (مسند البزار، رقم الحديث ١٣٢٣) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دین ضرور بالضرور غالب ہوکر رہے گا، یہاں تک کہ سمندر سے عبور کر جائے گا، اور یہاں تک کہ اللہ کے راستہ میں سمندروں کو گھوڑوں سے عبور کیا جائے گا۔

پھر کچھ لوگ آئیں گے، جو قرآن کی قرائت کریں گے، وہ یہ کہیں گے کہ ہمارے مقابلے میں زیادہ بڑا قاری کون ہے؟ ہمارے مقابلے میں زیادہ علم والا کون ہے؟

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ ہوکر فرمایا کہ کیا ان لوگوں میں کوئی خیر ہوگی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ اس امت میں سے ہی ہوں گے، یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہیں (بزار)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَـالَ رَسُـولُ الـلَّـهِ صَـلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَـظْهَـرُ الْإِسْلَامُ حَتَّى يَخْتَلِفَ التُّـجَّـارُ فِـي الْبَـحْـرِ، وحَتَّى تَخُوضَ الْخَيْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَـقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، يَقُولُونَ :مَـنْ أَقْـرَأُ مِـنَّا؟ مَنْ أَفْقَهُ مِنَّا؟ مَنْ أَعْلَمُ مِنَّا؟ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ :هَلْ فِي أُولَئِكَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالُوا :اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ : أُولَـئِكَ مِـنْكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، فَأُولَئِكَ هُمْ وَقُودِ النَّارِ (الـمعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ٦٢٤٢) [2]

---

[1] قـال الهيـثـمـی:رواه أبـو يـعـلـی والبـزار والـطـبـرانـی فـی الـكـبير، وفيـه موسی بن عبيدة الربذی، وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٧٦،باب كراهية الدعوی)

[2] قـال الهيـثـمـی: رواه الطبرانی فی الأوسط والبزار، ورجال البزار موثقون.(مـجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٧٧،باب كراهية الدعوی)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام غالب آ جائے گا، یہاں تک کہ تجارت کرنے والے (مسلمان) سمندر سے گزر کر تجارت کریں گے، اور یہاں تک کہ اللہ کے راستہ میں (سمندروں کو) گھوڑوں سے عبور کیا جائے گا۔

پھر کچھ لوگ، ظاہر ہوں گے، جو قرآن کی قرائت کریں گے، وہ یہ کہیں گے کہ ہمارے مقابلے میں زیادہ بڑا قاری کون ہے؟ ہمارے مقابلے میں زیادہ فقیہ کون ہے؟ ہمارے مقابلے میں زیادہ علم والا کون ہے؟

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ کیا ان لوگوں میں کوئی خیر ہوگی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ تم میں سے یعنی اس امت میں سے ہی ہوں گے، پس یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہیں (اس لیے ان میں خیر نہیں) (طبرانی)

حضرت امِ فضل اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ :قَامَ لَيْلَةً بِمَكَّةَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: اللهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ، فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَكَانَ أَوَّاهًا، فَقَالَ : اللهُمَّ نَعَمْ، فَحَرِصْتَ، وَجَهِدْتَ، وَنَصَحْتَ اللهُمَّ نَعَمْ ,فَحَرِصْتَ وَجَهِدْتَ وَنَصَحْتَ، فَأَصْبَحَ، فَقَالَ :لَيَظْهَرَنَّ الْإِيمَانُ حَتَّى يَرُدَّ الْكُفْرَ إِلَى مَوَاطِنِهِ وَلَيُخَاضُ الْبِحَارُ بِالْإِسْلَامِ، وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَتَعَلَّمُونَ فِيهِ الْقُرْآنَ فَيُعَلِّمُونَهُ وَيَقْرَءُونَهُ، ثُمَّ يَقُولُونَ قَدْ قَرَأْنَا وَعَلِمْنَا فَمَنَ ذَا الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنَّا؟ فَهَلْ فِي أُولَئِكَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالُوا :لَا ,يَا رَسُولَ اللهِ .وَمَنْ أُولَئِكَ؟ قَالَ :أُولَئِكَ مِنْكُمْ، وَأُولَئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٣٠١٩) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ رات کے وقت مکہ مکرمہ میں کھڑے

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير، ورجاله ثقات، إلا أن هند بنت الحارث الخثعمية التابعية لم أر من وثقها ولا جرحها(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٧٨،باب كراهية الدعوى)

www.idaraghufran.org

ہوئے، اور تین مرتبہ یہ فرمایا کہ کیا میں نے دین کی تبلیغ کردی، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو کہ بہت زیادہ آہ و بکا کرنے والے تھے، کھڑے ہو کر یہ عرض کیا کہ اے اللہ بے شک! آپ (یعنی نبی) نے دین کی حرص اور جدو جہد اور نصیحت پوری طرح کردی۔ اے اللہ بے شک! آپ (یعنی نبی) نے دین کی حرص اور جدو جہد اور نصیحت پوری طرح کردی۔

پھر صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور بالضرور ایمان غالب ہو کر رہے گا، یہاں تک کہ کفر، اپنے مقامات کی طرف لوٹ جائے گا، اور اسلام کو سمندروں سے عبور کیا جائے گا۔

پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں وہ قرآن کا علم حاصل کریں گے، اور قرآن کی تعلیم دیں گے، اور قرآن کی قرائت کریں گے، پھر وہ یہ کہیں گے کہ ہم نے قرائت کی، اور علم حاصل کیا، پس کون ہے، جو ہم سے زیادہ بہتر ہو؟ تو کیا ان میں کوئی خیر ہوگی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں، لیکن اے اللہ رسول! یہ کون لوگ ہوں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ یہ تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) ہوں گے، اور یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہیں (طبرانی)

مذکورہ حدیث، مختلف سندوں سے مروی ہے، اور اس کی الگ الگ سندوں میں اگرچہ کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن مجموعی طور پر یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے۔ [1]

مذکورہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائلِ نبوت میں سے ہے کہ دینِ اسلام کے غالب ہونے اور سمندر عبور کرنے کی جو آپ نے خبر دی تھی، وہ بعد میں وجود پذیر ہوئی۔

اور مذکورہ حدیث میں علمِ قرآن اور علمِ دین کے ان حاملین کے لیے بھی سخت وعید کا ذکر ہے، جو اپنے علم پر گھمنڈ اور اپنے آپ کے دوسروں سے افضل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

موجودہ زمانے میں ایسے لوگوں کا وجود پایا جاتا ہے، وہ الگ بات ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس حدیث

[1] قال سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثرى: والحديث بشواهده وتوابعه لا ينزل عن درجة الحسن (حاشية المطَالبُ العَاليَةُ بِزَوَائِدِ المسَانيد الثّمَانِيَةِ، ج ١٢، ص ٦٢٩، باب كراهية الدعوى فى العلم)

www.idaraghufran.org

کا مصداق نہ سمجھیں، لیکن ان کی یہ سمجھ، عذابِ الٰہی سے نہیں بچاسکتی، اللہ تعالیٰ اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیات میں سے دوسری آیت میں ''آلِ فرعون'' اوران سے پہلے گزری ہوئی، اُن قوموں کی مثال دی گئی ہے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کی، جیسا کہ قومِ ثمود اورقومِ عادوغیرہ، جوحکومت وسلطنت، مال ودولت، آل واولاد اورحشم وخدم وغیرہ میں مضبوط، شمار ہوتے تھے، لیکن اللہ نے اُن کے گناہوں کی وجہ سے، اُن کی پکڑ فرمائی، جس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ، شدید سزادینے والا ہے، اس کی سزا کے مقابلے میں کسی کی حکومت وسلطنت، مال ودولت اورآل واولاد، کام نہیں آسکتی، اورکوئی فائدہ نہیں پہنچاسکتی۔

جیسا کہ سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورة الانفال، رقم الآية ۵۲)

ترجمہ: جیسا کہ حال تھا، آلِ فرعون کا، اوراُن لوگوں کا، جواُن سے پہلے ہوئے، انکار کیاانہوں نے، اللہ کی آیات کا، پھر پکڑ لیا اُن کواللہ نے، اُن کے گناہوں کی وجہ سے، اوراللہ، قوی ہے، شدید سزادینے والا ہے(سورہ انفال)

اورسورہ انفال ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظَالِمِيْنَ (سورة الانفال، رقم الآية ۵۴)

ترجمہ: جیسا کہ حال تھا، آلِ فرعون کا، اور اُن لوگوں کا، جو اُن سے پہلے ہوئے، تکذیب کی انہوں نے، اپنے رب کی آیات کی، پس ہلاک کردیا ہم نے، ان کوان کے گناہوں کی وجہ سے، اورغرق کردیا ہم نے آلِ فرعون کو، اورسب تھے وہ ظلم کرنے والے(سورہ انفال)

اور مذکورہ آیات میں سے تیسری آیت میں، مذکورہ مضمون کی مزید وضاحت کرتے ہوئے، اللہ

www.idaraghufran.org

تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جن لوگوں نے کفر کیا، ان کو یہ بتلا دیجیے کہ تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے، اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے، جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

مطلب یہی ہے کہ کافروں کا مال و دولت، اور اولاد وغیرہ، کام نہ آئے گی، یہ دنیا کا عارضی سامان ہے، جس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے، اور وہ کافر، دنیا میں بھی مغلوب ہوں گے، بشرطیکہ مسلمان، اپنے دینِ اسلام پر قائم رہے "وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ"

سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ، مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (سورة آلِ عمران،رقم الآية ١٩٦)

ترجمہ: نہ ہرگز دھوکے میں ڈالے، آپ کو اُن لوگوں کا اُلٹنا پلٹنا، جنھوں نے کفر کیا شہروں میں، تھوڑا سا سامان ہے، پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور بہت برا ٹھکانہ ہے (سورہ آلِ عمران)

اور مذکورہ آیات میں سے چوتھی اور آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو جماعتوں کی حالت سے سبق حاصل کرنے کا ذکر فرمایا ہے، جو آپس میں ملیں، ان میں سے ایک جماعت، اللہ کے راستے میں قتال کر رہی تھی، اور دوسری جماعت، کافر تھی، جبکہ مسلمان تعداد میں کم تھے، اور کافر، مسلمانوں کے مقابلے میں، تعداد میں زیادہ تھے، لیکن اس کے باوجود، اللہ نے مسلمانوں کی، اپنی نصرت کے ذریعے سے تائید فرمائی، اور مسلمانوں کی جماعت کو فتح یاب فرمایا، اور فرشتوں کو بھیج کر مسلمانوں کی تائید و نصرت فرمائی، جن کا بہت سے مسلمانوں نے مشاہدہ کیا، بلکہ بہت سے کفار کو بھی وہ مسلمانوں کی زیادہ تعداد کی شکل میں نظر آئے، اور اس کا شیطان نے بھی اعتراف کیا۔

مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں غزوۂ بدر کی حالت کا ذکر ہوا ہے، جس میں مسلمانوں کی تعداد، کافروں کے مقابلے میں بہت تھوڑی تھی، اس کے باوجود، اللہ تعالیٰ نے، مسلمانوں کو فتح یاب فرمایا۔

جس کا قرآن مجید کی دوسری آیات میں ذکر ہے۔

چنانچہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

www.idaraghufran.org

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ .اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ .بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ .وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ .لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ (سورة آل عمران، رقم الآيات ۱۲۳ الیٰ ۱۲۷)

ترجمہ: اور یقیناً نصرت فرمائی تمہاری، اللہ نے، بدر میں، حالانکہ تم کمزور تھے، پس تم اللہ سے ڈرو، تاکہ تم شکر کرو۔ جب کہہ رہے تھے آپ (اے نبی) مومنوں کو کہ کیا کافی نہیں تمہیں یہ کہ مدد کرے تمہاری، تمہارا رب، تین ہزار فرشتوں سے، جن کو نازل کیا جائے۔ یقیناً اگر صبر کرو تم، اور تقویٰ اختیار کرو، اور آ جائیں وہ (یعنی کفار) تمہارے پاس اسی وقت، مدد کرے گا تمہاری، تمہارا رب، پانچ ہزار فرشتوں سے، جو نشان زدہ ہوں گے۔ اور نہیں کیا، اس کو اللہ نے، مگر بشارت کے لیے تمہاری، اور تاکہ مطمئن ہوں ،تمہارے دل، اس کے ذریعے سے، اور نہیں ہے مدد، مگر اللہ کی طرف سے، جو عزیز ہے ،حکیم ہے۔ تاکہ قلع قمع کر دے ایک حصے کا، ان لوگوں کے، جنہوں نے کفر کیا، یا ذلیل کر دے ان کو، پھر وہ لوٹ جائیں ناکام ہو کر (سورہ آلِ عمران)

اور سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (سورة الأنفال، رقم الآية ۴۴)

ترجمہ: اور جب دکھلایا اس (اللہ) نے تمہیں، اُن کو، جب باہم ملاقات کی تم نے، تمہاری آنکھوں میں قلیل، اور قلیل دکھلایا اس (اللہ) نے تم کو، ان کی آنکھوں میں، تاکہ فیصلہ کرے اللہ، ایک حکم کا، جو ہو کر رہنے والا تھا، اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے

www.idaraghufran.org

جاتے ہیں تمام امور (سورہ انفال)

مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ،مسلمانوں کی نظروں میں کافروں کو قلیل ظاہر کیا، تاکہ مسلمانوں کے حوصلے بلند رہیں، اور کافروں کی نظروں میں بھی ،مسلمانوں کو قلیل دکھلایا، تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف قتال سے گریز نہ کریں،اور پھر اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی عطاء فرمائی۔

اور سورہ انفال ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَ تِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورة الأنفال، رقم الآية ٤٨)

ترجمہ:اور جب مزین کردیا،ان (کافروں) کے لیے شیطان نے،ان کے اعمال کو، اور کہا (شیطان) اس نے کہ نہیں غالب ہوگا کوئی،تمہارے لیے آج کے دن،لوگوں میں سے،اور بے شک میں ساتھی ہوں تمہارا، پھر جب آمنے سامنے ہوئیں، دونوں جماعتیں،تو لوٹ گیا وہ (شیطان) اپنی ایڑیوں کے بل،اور کہا اس نے کہ بے شک میں بریٔ ہوں تم سے، بے شک میں دیکھ رہا ہوں،ان چیزوں کو کہ نہیں دیکھ رہے ہو تم، بے شک میں خوف کرتا ہوں،اللہ سے،اور اللہ،سخت سزا دینے والا ہے (سورہ انفال)

اور سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِيْنَ. ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِيْنَ (سورة التوبة، رقم الآيات ٢٥، ٢٦)

ترجمہ: اور بلاشبہ یقیناً نصرت فرمائی تمہاری، اللہ نے، بہت سے مواقع میں، اور

www.idaraghufran.org

''حنین'' کے دن، جب خوش کر دیا تم کو، تمہاری کثرت نے، پھر نہیں فائدہ دیا، اس (خوشی) نے تم کو، کسی چیز کا، اور تنگ ہوگئی تمہارے اوپر زمین، باوجودیکہ وہ کشادہ تھی، پھر تم لوٹ گئے تم، پیٹھ پھیر کر۔ پھر نازل فرمایا اللہ نے اپنے سکینہ کو اپنے رسول پر، اور مومنین پر، اور نازل کیا اس نے، ایسے لشکر کو کہ نہیں دیکھا تم نے اس کو، اور عذاب دیا ان لوگوں کو، جنہوں نے کفر کیا، اور یہی کافروں کی جزاء ہے (سورہ توبہ)

مذکورہ آیات کی تفسیر ان شاءاللہ تعالیٰ آگے اپنے مقامات پر آئے گی۔

ملحوظ رہے کہ سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آخری آیت میں جو یہ جملہ ہے کہ:

''يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ'' ''دیکھ رہے تھے وہ، ان کو اپنے سے دوگنا''

تو ان کی ضمیروں میں مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں، جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ ''یرون'' کی فاعل ضمیر ''وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ'' کی طرف راجع ہے، جو اس ضمیر کے قریب واقع ہے، اور ''ھم'' کی مفعول ضمیر مسلمانوں یعنی ''فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' کی طرف راجع ہے اور ''مثلیھم'' کی مجرور ضمیر کافروں یعنی ''وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ'' کی طرف راجع ہے۔

اور مطلب یہ ہے کہ کافروں کی جماعت، مسلمانوں کی جماعت کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہی تھی۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ ''یرون'' کی فاعل ضمیر، تو حسبِ سابق کافروں یعنی ''وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ'' کی طرف راجع ہے، اور ''ھم'' کی مفعول ضمیر، مسلمانوں یعنی ''فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' کی طرف راجع ہے۔

اور مطلب یہ ہے کہ کافر، مسلمانوں کو، مسلمانوں کے اعتبار سے دوگنا دیکھ رہے تھے، اور اس کی وجہ سے مرعوب ہو رہے تھے۔

اور تیسرا قول یہ ہے کہ ''یرون'' کی فاعل ضمیر، تو مسلمانوں یعنی ''فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' کی طرف راجع ہے، اور ''ھم'' کی مفعول ضمیر، کافروں یعنی ''وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ'' کی طرف راجع ہے، اور ''مثلیھم'' کی مجرور ضمیر مسلمانوں یعنی ''فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' کی طرف راجع ہے۔

اور مطلب یہ ہے کہ مسلمان، کافروں کو اپنے سے، دوگنا دیکھ رہے تھے۔

www.idaraghufran.org

جلد 1
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنون،غضبان اور سکران کی طلاق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 2
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ.
(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم.
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 3
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...النظروالفکرفی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِوَالْقَصْرِفِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِوَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں(Twin cities)میں سفروقصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذرونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق(یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7
علمی وتحقیقی رسائل
متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی،فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 9
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...تمباکونوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور،کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 10
علمی وتحقیقی رسائل
(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ:اصلاحِ معاشرہ
رِشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام
نسب،خاندان،برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ
رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات
صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید،صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،
والدین سے صلہ رحمی،بہن بھائیوں،اولاد،زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی
صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب
اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام
مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ:اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ چھٹا ایڈیشن
ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام
اس کتاب میں اسلامی سال کے بارہویں مہینے یعنی"ماہِ ذی الحجہ"سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات کو مفصل ومدلل اور سہل انداز میں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے،ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ،شبِ عید،عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے،اور معتبر کتبِ فقہ وفتاویٰ کے حوالہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں،اسی کے ساتھ موجودہ دور میں ان چیزوں سے متعلق پائے جانے والے منکرات وبدعات کو بھی معتدل طریقہ پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
اس طرح یہ رسالہ بحمداللہ تعالیٰ فضائل ومسائل،دلائل وروائل کا مجموعہ بن گیا ہے۔
مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ
کتب خانہ:ادارہ غفران،چاہ سلطان،گلی نمبر17 راولپنڈی
فون:051-5507270

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

استنجاء واستبراء میں تشدّد وسختی کی ممانعت

حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَبُو مُوسَى، يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ، وَيَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدَ أَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِيضِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: لَوَدِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُشَدِّدُ هَذَا التَّشْدِيدَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشَى، فَأَتَى سُبَاطَةً خَلْفَ حَائِطٍ، فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ، فَبَالَ، فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُ، فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ (مسلم، رقم الحديث ٢٧٣ "٧٤")

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پیشاب کے متعلق تشدید اور سختی سے کام لیتے تھے، اور بوتل میں پیشاب کرتے تھے (تاکہ پیشاب کی چھینٹوں سے حفاظت رہے) اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کے جسم پر اگر پیشاب لگ جاتا تھا، تو وہ اس کو قینچی سے کاٹ دیا کرتے تھے۔

اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھی (یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری) اتنی تشدید اور سختی نہ کریں، میں نے تو خود اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (قضائے حاجت کے لیے) جاتے ہوئے دیکھا، آپ باغ کی اوٹ میں ایک کُوڑا پھینکنے کی جگہ پر آئے، پھر کھڑے ہوئے، جس طرح تم میں سے کوئی کھڑا ہوتا ہے (یعنی عام انداز میں کھڑے ہوئے) پھر (کھڑے ہونے کی حالت میں) پیشاب کیا، میں دُور ہٹنے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (قریب آنے کا) اشارہ کیا، تو میں آپ کے قریب آ گیا، اور میں آپ کی پیٹھ کے

www.idaraghufran.org

پیچھے کھڑا ہوگیا، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت حاصل کی (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے بچنے اور ان سے احتیاط کرنے میں غلو تھا، جس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو تنبیہ فرمائی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ پیشاب سے حفاظت میں اتنا غلو اور مبالغہ کرنا ٹھیک نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کھڑے ہوکر بھی پیشاب کیا ہے، اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں چھینٹیں پڑنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خدشہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی، اور اس سلسلے میں تکلف اختیار نہیں فرمایا۔ [1]

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''طریقۂ مروّجہ استبراء کے تارک (یعنی ڈِھیلے سے مروجہ طریقے پر استنجاء نہ کرنے والے) کو جو لوگ بدعتی کہتے ہیں، تو صرف یہ اس فرقہ ظاہرین کے مبالغات میں سے ہے، اور یہ قابلِ اعتبار نہیں، بخاری شریف اور اس کی شروح میں مذکور ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عذابِ قبر کی حدیث سنی، تو اس وجہ سے وہ پیشاب سے نہایت احتیاط کرتے تھے، حتیٰ کہ جب پیشاب کی حاجت ہوتی تھی، تو وہ پیشاب کا مقام شیشی کے اندر داخل کرتے تھے، اور اس کے اندر پیشاب کرتے تھے، اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں بدن، یا کپڑے پر چھینٹ پڑ جائے، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بطور انکار کے ان سے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مقصود حذيفة أن هذا التشديد خلاف السنة فإن النبى صلى الله عليه وسلم بال قائما ولا شك فى كون القائم معرضا للرشيش ولم يلتفت النبى صلى الله عليه وسلم إلى هذا الاحتمال ولم يتكلف البول فى قارورة كما فعل أبو موسى رضى الله عنه والله أعلم (شرح النووى على مسلم، ج۳، ص ۱۶۷، باب المسح على الخفين)

وإنما احتج حذيفة بهذا الحديث لأن البائل عن قيام قد يتعرض للرشاش ولم يلتفت النبى صلى الله عليه وسلم إلى هذا الاحتمال فدل على أن التشديد مخالف للسنة (فتح البارى، ج۱، ص ۳۳۰، باب البول عند سباطة قوم)

www.idaraghufran.org

ایک قوم کی سباط یعنی کوڑا پھینکنے کی جگہ میں گئے، اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

اور اس میں شبہ نہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں چھینٹ پڑنے کا گمان ہے۔

تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب استبراء کرنے میں مبالغہ کیا جاتا ہے، تو مثانہ سے پیشاب ٹپکتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ جب دودھ دوہا جاتا ہے، تو دودھ جانور کے تھن میں آ جاتا ہے، اور جب دوھنا موقوف کر دیا جاتا ہے، تو دودھ بھی موقوف ہو جاتا ہے‘‘

(فتاویٰ عزیزی، ص ۴۶۲، باب الفقہ، مسائلِ نماز، ناشر: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، سنِ طباعت: 1412ہجری)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے واقعتاً گہری بات فرمائی، جو لوگ اس سلسلہ میں غلو و مبالغہ سے کام لیتے ہیں، ان کا مرض بڑھتا ہی جاتا ہے، اور ختم نہیں ہوتا، اور بعض اوقات ترقی کرتے کرتے، بہت شدت اور خطرناک صورتِ حال اختیار کر لیتا ہے۔

ہم نے ایسے کئی لوگ دیکھے، جو بعض متشدد علماء یا صوفیاء کی سخت باتیں سُن کر بہت ڈر گئے، اور سہم کر رہ گئے، اور انہوں نے استنجاء واستبراء کے سلسلے میں سختی وتشدد کرنا شروع کر دیا، اور بس اس کے بعد وہ قطرے برآمد ہونے کے اچھے خاصے مریض بن گئے، حالانکہ وہ اس سے پہلے بالکل صحیح تھے، اور بعض لوگوں کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ نماز توڑ کر دوبارہ اور سہ بارہ وضو کرنے لگے، پھر بعض نے تنگ آ کر نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیا۔

علماء اور خاص کر صوفیاء کو اتنی سختی وتشدد کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے، اور اپنے مخاطبین و مریدین کی حالت پر رحم کرنا چاہئے۔

قرآن وسنت میں یُسر وسہولت اور آسانی پیدا کرنے اور سختی وتشدد اور غلو ومبالغہ سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے۔

بندہ کا اس موضوع پر ایک مستقل مضمون بھی ہے، جو ’’پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق‘‘ کے نام سے ’’علمی وتحقیق رسائل‘‘ میں شائع ہو چکا ہے۔

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

آج کل کے تبصرے وتجزیئے

(29شعبان1440ہجری)

آج کے زمانے میں ہمارے یہاں کسی واقعہ وحادثہ کے متعلق جس قسم کے تبصروں اور تجزیوں کا ماحول بن گیا ہے کہ شاید ہی دنیا میں کسی رونما اور نشر ہونے والے واقعہ وحادثہ پر کوئی اللہ کا بندہ تبصرہ وتجزیہ کرنے سے محروم رہتا ہو، ہرایک ہی چلتا دریا سمجھ کر ہاتھ دھونے کی کوشش کرتا ہے۔

پھر کسی بھی واقعہ وحادثہ پر ہر طرح کے تبصرے وتجزیے کرنے میں ہرایک کا ذوق الگ ہوگیا ہے، بعض اوقات تو کسی واقعہ وحادثہ کی تحقیق وتصدیق کیے بغیر ہی اس پر مختلف قسم کے تجزیے اور تبصرے شروع ہو جاتے ہیں اور اتنا زور پکڑ لیتے ہیں کہ جب تک کوئی دوسرا نیا واقعہ وحادثہ وجود میں نہیں آجاتا، اس وقت تک پہلے واقعہ وحادثہ کے تبصروں وتجزیوں کا سلسلہ ختم نہیں ہو پاتا۔

اور پھر ہم نے جہاں تک دیکھا، اور مشاہدہ کیا، تو ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ ہمارے یہاں رات دن ہونے والے، اکثر تبصرے وتجزیے یا تو لاحاصل ہوتے ہیں، یا خلافِ واقعہ ہوتے ہیں، یا بے اعتدالیوں پر مبنی ہوتے ہیں، کام کے تبصرے اور تجزیے کم ہی سننے اور پڑھنے کو ملتے ہیں۔

چنانچہ خلافِ طبیعت وخلافِ خواہش کسی واقعہ کی دنیا کے کسی کونے سے خبر آجائے، تو اس پر ردِعمل شروع ہوجاتا ہے، اور جب کسی واقعہ وحادثہ کا تعلق دین سے بھی کسی نہ کسی طرح وابستہ ہو، تو اس وقت دیندار لوگ بھی اس قسم کے ردِعمل میں شریک ہوجاتے ہیں اور ایسے علماء بھی شریک ہوجاتے ہیں، جن کو کسی قابلِ تحقیق اور قابلِ تعمیر کام کی توفیق نہیں ہوتی، بعض اوقات منبر ومحراب بھی اسی ردِ عمل کے لیے استعمال ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔

اور مجلّات وغیرہ میں بھی اس پر مستقل مضامین شائع ہونے لگتے ہیں، جلسے جلوس بھی اس مقصد کے

www.idaraghufran.org

لیے منعقد کیے جانے لگتے ہیں۔

پھر بعض اوقات ایک عرصہ کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اس واقعہ کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں تھی، اور ایسی صورت میں ''کھودا پہاڑ، نکلا چوہا'' والی کہاوت صادق آتی ہے۔

اسی لیے احادیث میں ہر سنی ہوئی بات کو تحقیق کے بغیر آگے نقل کرنے کو جھوٹا ہونے کے لیے کافی قرار دیا گیا ہے۔

جس معاشرہ کے دینداروں اور بعض علماء کی یہ حالت ہو، اس کا اللہ ہی حافظ ہے۔

ہمارے یہاں اس طرح کے حالات کا سالہا سال سے مشاہدہ ہو رہا ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کسی جگہ وجود پذیر ہو جاتا ہے، مگر اس واقعہ کی تشہیر نہیں ہوتی۔

لیکن ہمارے سادہ لوح دیندار لوگ، خود سے اس کی اتنی زیادہ تشہیر وتبلیغ کر دیتے ہیں کہ پوری دنیا میں اس کی وجہ سے مسلمانوں کی تذلیل وتحقیر ہوتی ہے اور مسلمانوں کے کمزور ہونے کا تاثر ظاہر ہوتا ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان، مل کر بھی کسی ایک مجرم کو سزا دلوانے میں ناکام رہے۔

اس کے علاوہ خود کسی گناہ کی تشہیر کرنا ہی اسلام میں گناہ ہے۔

اور اس طرح کے مواقع پر یہ سوچنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی کہ اگر کسی کے والد یا والدہ کی کوئی تحقیر وتذلیل کرے، تو کیا کوئی باحیا شخص اپنے اس والد یا والدہ کی برسرِ منبر تشہیر کرنے کو گوارا کرسکتا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی معزز شخصیات کے متعلق کسی جگہ، اس طرح کا واقعہ سرزَد ہونے کے بعد، خود اپنی زبان سے برملا اس کا ذکر کیا جاتا ہے، مسلمان خود ناواقفیت اور بھولے پن میں اپنی زبان اور قلم سے اس واقعہ کی تشہیر وتبلیغ کرتے ہیں، اور اس کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں۔

حیرت اور افسوس ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کی موٹی اور بدیہی تعلیمات سے بھی آگاہی نہیں رہی ، جس کی وجہ سے وہ ایسے ایسے کاموں میں اپنی صلاحیتوں کو بے دریغ استعمال کرنے لگے ہیں کہ جو اسلام کی نظر میں کوئی قابلِ خیر کام نہیں، بلکہ بہت سے کام تو گناہ، مثلاً جھوٹ، بہتان، غیبت، عیب جوئی وعیب گوئی، بدگمانی وبدزبانی وغیرہ، کے زمرہ میں داخل ہیں۔

www.idaraghufran.org

کسی مسلمان کے حقیقی عیب کو بیان کرنا بھی اسلام میں جائز نہیں اور وہ غیبت کے زمرہ میں داخل ہے، لیکن آج اس طرح کی بہت سی باتیں بھی اسلام کی تبلیغ کے عنوان سے نشر کی جاتی ہیں کہ جو صریح غیبت کے زمرہ میں آتی ہیں۔

اور ان کو غیبت اور گناہ کی فہرست میں بھی شامل نہیں کیا جاتا، بلکہ طرح طرح کی تاویلات کر کے ان کو اسلام کا لبادہ اوڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کی بے اعتدالیوں سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

تشدد پسندی کی انتہاء کا ایک واقعہ

(یکم رمضان 1440ہجری)

آج کل علماء کے روپ میں بعض ایسے افراد داخل ہو گئے ہیں، جن کو قرآن وسنت کا صحیح اور پختہ علم نہیں اور وہ سنجیدہ سلف کے طریقہ پر نہیں، اوپر سے وہ اپنے آپ کو ہی صحیح دین کا والی اور وارث بھی سمجھتے ہیں اور کوئی ان کے مزاج و مذاق کے مطابق بات نہ کرے، تو اس پر فوراً گمراہی اور ضلالت وغیرہ کا فتویٰ بھی لگا دیتے ہیں۔

مجھے ایک قاری صاحب نے واقعہ سنایا کہ انہوں نے اپنی مسجد کے خطیب صاحب کے سامنے عرض کیا کہ آپ دنیا بھر کے تمام اہلِ تشیع کو کافر کہتے ہو، حالانکہ ان میں تفضیلی شیعہ بھی تو ہوتے ہیں، جن کو کافر قرار دینا درست نہیں، ابھی ان قاری صاحب نے اپنی بات مکمل بھی نہ کی تھی کہ ان خطیب صاحب نے فوراً غصہ میں جھلا کر کہا کہ ہاں، جیسا کہ فلاں مولانا صاحب اور فلاں مولانا صاحب، تفضیلی شیعہ ہیں۔

ان خطیب صاحب نے اہلُ السنۃ والجماعۃ اور اہلِ دیوبند کے دو بڑے علمائے کرام کا صاف نام لے کر یہ بات کہی، یعنی ان علمائے کرام کو تفضیلی شیعہ قرار دے دیا، حالانکہ وہ دونوں علمائے کرام، اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مشہور اور مستند علماء ہیں، جن کے مقابلے میں، ان پر فتویٰ لگانے والے یہ خطیب کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

اندازہ لگائیے کہ ہمارے علمائے کرام کے روپ میں کیسے کیسے جذباتی اور انتہاء پسند آ گئے ہیں، جو

www.idaraghufran.org

اہلُ السنۃ والجماعۃ کے بڑے بڑے اصحابِ علم پر بھی گمراہی وضلالت کا فتویٰ لگانے سے نہیں ڈرتے۔

حالانکہ احادیث میں تو عام مسلمان کے متعلق بھی احتیاط وحسنِ ظن کا حکم آیا ہے۔

اس قسم کے متشددین پر اگر خارجیوں کی پوری صفات صادق نہ آئیں، تو کچھ صفات تو صادق آتی ہیں۔

بہت پُرفتن دور آ گیا ہے، ایسے حالات میں تو میں اپنے دوستوں کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ قرآن و سنت اور سنجیدہ اور محقق سلفِ صالحین کے طریقہ پر مضبوطی سے ثابت قدم رہیں، ہر طرح کے اسٹیجی مولویوں اور جذباتی قسم کے نوجوانوں سے متاثر نہ ہوں، اور نہ ہی ان سے الجھیں، اور اگر کسی کے ماننے کی امید نہ ہو، اس کو چھیڑیں بھی نہیں، اور ایسی صورت میں ''اپنے موقف کو چھوڑو نہیں، اور دوسرے کے موقف کو چھیڑو نہیں'' کے اصول پر عمل کریں۔

ایسے فتنوں کے زمانے میں احادیثِ مبارکہ میں اپنی ذات اور اپنے خواص تک اپنے آپ کو محدود رکھنے، بلکہ اپنے گھروں میں رہنے اور زبان کو قابو میں رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اور میرے خیال میں اس زمانے کا آغاز ہو چکا ہے، اور اس کی تمہید قائم ہو چکی ہے، حق بات کو سننے والے کم ہیں اور اس کی تردید کرنے والے زیادہ ہیں۔

ایک مخصوص متشدد، جذباتی طبقہ نے دین کو ہائی جیک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

اور حیرت اس بات پر ہے کہ یہ طبقہ آج کھلے عام منبر ومحراب پر بیٹھ کر مسلمانوں اور علمائے دین کی شان میں بدکلامی اور فحش گوئی کا ارتکاب کرتا ہے، اور کوئی اس کے طرزِ عمل پر نکیر کرے، تو اس کو بزرگوں اور علماء کا گستاخ اور بے ادب سمجھتا ہے۔

میں ایسے متشددین سے برائت کا اعلان کرتا ہوں، خواہ وہ اپنے آپ کو کسی بھی مسلک کی طرف منسوب کرتے ہوں، اور کتنا نورانی چہرہ اور کوئی دینی عہدہ کیوں نہ رکھتے ہوں۔

اور اپنے دوستوں کو بھی ایسے متشددین سے بچنے اور دور رہنے کی تلقین کرتا ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس متشدد طبقہ سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

اور اعتدال کو اختیار کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے۔آمین۔

www.idaraghufran.org

صرف ونحو کی کمزوری کا الزام

(15رمضان1440ہجری)

ایک مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ فلاں مفتی صاحب معلوم نہیں کہ آپ کے اتنے مخالف کیوں ہیں؟

میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ کہنے لگے کہ مجھے ایک مولوی صاحب نے بتلایا کہ فلاں مفتی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ مفتی رضوان کو تو نحو، صرف کی ابتدائی کتابیں بھی نہیں آتیں۔

میں نے اس کے جواب میں کہا کہ اولاً تو آپ کے سامنے تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ بحمد اللہ تعالیٰ مجھے بقدرِ ضرورت نحو وصرف آتی ہے۔

تاہم کسی فن سے واقف ہونے کے لیے اس کے اصطلاحی اصول وقواعد پر عبور ہونا اوران کا مستحضر ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس سے عملی طور پر اتنی مناسبت کافی ہے کہ بوقتِ ضرورت اس سے مقصد حاصل ہوجائے۔

اگرکسی شیخ الحدیث کو نماز کے اصطلاحی طور پر فرائض یاد نہ ہوں، لیکن وہ ان فرائض کے مطابق نماز پڑھتا ہواور بوقتِ ضرورت اس کو نماز کے فاسد ہونے نہ ہونے سے بھی آگاہی ہوجاتی ہو، یا جہاں کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے اور مسئلہ مستحضر نہ ہو، وہاں کسی انسان یا کتاب سے استفادہ کر لیتا ہو، تو مقصود حاصل ہے۔

اسی طرح مثلاً اگرایک عالمِ دین، نحو وصرف کی کتابیں پڑھاتا ہے، تمرین اور مشق کراتا ہے، تو اس کو نحوصرف کے قواعداوراصطلاحات سے جو مناسبت اور آگاہی ہوگی، ضروری نہیں کہ اس سے بڑے، یا اس کے استاذ کو جو شیخ الحدیث، یا استاذ الحدیث والتفسیر وغیرہ کے لقب سے کیوں نہ موسوم ہو، اس کو بھی نحو وصرف وغیرہ سے، اسی طرح سے مناسبت وآگاہی ہو۔

الحمدللہ تعالیٰ بندہ کسی زمانے میں ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح مائۃِ عامل، میزان، منشعب وغیرہ کی تدریس کرتا تھا، اس وقت مجھے نحو وصرف کی اصطلاحات وقواعد مستحضر تھے، مگراب عرصہ ہوگیا کہ ان کتابوں کی تدریس سے دور ہوں، اس لیے وہ اس درجہ میں مستحضر نہیں، تو اس سے کون سا کام رُک گیا؟

www.idaraghufran.org

جیسا کہ ڈاکٹر وغیرہ، جب تک عملی طور پر اس شعبہ سے وابستہ ہوتا ہے، اس وقت تک اس کے سامنے اس شعبے کے قواعد واصول مستحضر ہوتے ہیں، اور جب وہ عملی طور پر اس شعبہ کو ترک کر دیتا ہے، اگر چہ وہ بعد میں کسی اونچے شعبے سے وابستہ ہو جائے، تو اس کو اس طرح کے قواعد واصول مستحضر نہیں رہتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نحو، یا صرف، یہ علومِ آلیہ میں سے ہیں، علومِ عالیہ میں سے نہیں، اگر کسی کو نحو و صرف میں کمزوری ہو، لیکن وہ قرآن وسنت اور فقہ سے متعلق مفسرین، محدثین ومجتہدین کی تحقیقات سے مستفید ہو کر قرآن وسنت اور فقہ کے اس مسئلہ کا صحیح نتیجہ اخذ کر لیتا ہو، تو اس کے نحو وصرف میں کمزور رہنے سے مقصود پر فرق نہیں پڑتا۔

عربی، نحو اور صرف ایک فن ہے، جو انسانوں نے ترتیب دیا ہے، اس کے اصول وقواعد، وحی کے درجہ میں اور قرآن وسنت سے ثابت نہیں، بلکہ بہت سے مسائل اپنے فن کے اعتبار سے بھی قطعی نہیں، اسی وجہ سے بہت مسائل میں نحویوں اور صرفیوں کا اختلاف بھی ہے، پس ان سے ناواقفیت بذاتِ خود کوئی گناہ نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں اعرابی اور دیہاتی حضرات بھی ہوتے تھے، جن کی زبان کا معیار کمزور ہوتا ہے، اور وہ عربی گرائمر کے قواعد واصول سے بھی واقف نہیں ہوتے، جیسا کہ ہمارے یہاں کے بہت سے دیہاتیوں کا حال ہوتا ہے کہ ان کی زبان کمزور ہوتی ہے، لیکن دیہاتی و اعرابی لوگوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا اور اس کو آگے پہنچایا جو کہ ہم تک بھی پہنچا اور وہ صحابیت کے شرف سے بھی مشرف ہوئے، تو کیا ان کی زبان کے عربی گرائمر کے اصول وقواعد کے مطابق نہ ہونے، یا ان کے نحو وصرف کے قواعد سے ناواقف ہونے سے کوئی گناہ یا عیب لازم آ گیا؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔

جیسا کہ آج کل بہت سے علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی مادری زبان پشتو ہے، اور وہ اردو زبان کے گرائمر اور اس کے اصول وقواعد سے واقف نہیں اور نہ ہی وہ صحیح طرح اردو زبان کو اپنے اصول و قواعد کے مطابق ادا کرنے پر قادر ہیں، کئی شیخ الحدیث اصحابِ علم ایسے بھی ہیں، جو مذکر ومونث کا

www.idaraghufran.org

فرق نہیں کر پاتے، بلکہ وہ اردو زبان پر قادر ہی نہیں۔

لیکن بہرحال وہ اصحابِ علم ہیں اور عربی نحو وصرف کے اصول وقواعد پر بھی ان کو عبور نہیں، لیکن ان کو عاصی وگناہ گار تو کیا قرار دیا جاتا، ان کے نہ شیخُ القرآن ہونے میں عیب سمجھا جاتا، نہ شیخُ الحدیث ہونے میں، اور نہ ان کے نحو وصرف پر عبور رکھنے والے علماء کے استاذ وشیخ ہونے میں کوئی عیب سمجھا جاتا۔

اور بہت سے مشائخِ طریقت وغیرہ بھی ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو نحو وصرف تو کیا عربی بھی نہیں آتی، لیکن وہ بڑے بڑے اصحابِ علم کے شیخ اور پیر ہوتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمہ اللہ، باضابطہ عالمِ دین نہیں تھے، لیکن عارف باللہ کے لقب سے موسوم ہوئے، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحبان وغیرہ جیسے جید علمائے کرام ومفتیانِ عظام کے مربی اور شیخ ورہبر شمار ہوئے۔

سلسلۂ دیوبند کے مشائخِ اعظم شیخ المشائخ میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ، فارغ التحصیل عالمِ دین نہ تھے، لیکن حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی اور حافظ ضامن شہید اور شیخ محمد تھانوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ، جیسے اکابر کے شیخ شمار ہوئے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ بھی اصطلاحی عالمِ دین نہ تھے، لیکن حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، شاہ عبدالرحیم رائے پوری، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ، جیسے جبالِ علم آپ کے مرید ہوئے۔

اور آخری بات یہ ہے کہ بندہ نے کب دعویٰ کیا ہے کہ میں عربی نحو اور صرف میں کامل ہوں، یا مجھے ان فنون پر عبور حاصل ہے، یا مجھے نحو اور صرف پر مذکورہ مفتی صاحب سے زیادہ عبور حاصل ہے، بلکہ میں تو خود ان مفتی صاحب کے نحو وصرف کے علم کو اپنے سے زیادہ پختہ سمجھتا ہوں اور وقتاً فوقتاً اپنی مجالس میں ان مفتی صاحب کے نحو وصرف کی پختگی کا اعتراف واظہار بھی کرتا رہتا ہوں اور مجھے خود بھی ایک آدھ مرتبہ کسی صرف ونحو کے مسئلہ میں ان سے استفادہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے، اور انہوں نے بندہ کی کسی عبارت میں بھی ایک آدھ مرتبہ اس کی نشاندہی کی تھی، اس حیثیت سے میں ان کی عمر اپنے سے کم ہونے کے باجود، ان کو اپنا استاذ شمار کرتا ہوں، پس اگر استاذ نے اپنے شاگرد

www.idaraghufran.org

کے، علم کی کوئی کمزوری ظاہر کردی، تو اس سے میری شان میں کون سا فرق پڑ گیا۔

بلکہ میرا معمول تو کافی حد تک یہ رہا ہے اور اب بھی ہے کہ بوقتِ ضرورت مختلف علوم وفنون کے ماہرین سے استفادہ کرتا رہتا ہوں۔

چنانچہ مجھے اگر کسی سائنس یا میڈیکل سائنس کے کسی معاملہ میں یا فلکیات وغیرہ کے مسئلہ میں، یا انگلش زبان کے متعلق کوئی رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، تو اس شعبہ اور اس فن سے منسلک اہلِ سائنس، ڈاکٹروں، اہلِ زبان، اور اپنے بعض شاگردوں سے بھی مشورہ واستفادہ کرتا ہوں، اور ان شاء اللہ تعالیٰ کرتا رہوں گا۔

چنانچہ میں نے روزہ کے مفسدات وغیرہ سے متعلق کئی مسائل میں ڈاکٹروں سے انسانی جسم کے بعض اعضاء کے متعلق مختلف تحقیقات کیں۔

صبح صادق اور صبح کاذب وغیرہ کے مسئلہ میں بھی بعض انجینئر حضرات سے بعض پہلوؤں کی تحقیق کیں، بلکہ بعض تحقیقات میں غیر مسلم ماہرین کی طرف بھی رجوع کیا، جس سے شریعت نے منع نہیں کیا، اور یہی طرزِ عمل ''لکل فن رجال'' کے اصول کے موافق ہے۔

اور اصل بات تو یہ ہے کہ انسان کو ساری زندگی علم حاصل کرنا چاہئے، اور اس کو حاصل کرنے میں اپنے، پرائے اور چھوٹے بڑے کی تقسیم وتفریق کو حائل نہیں بنانا چاہئے۔

بندہ کا تو یہ ذوق ہے، اور بندہ مرتے دم تک اسی ذوق پر کاربند رہنا چاہتا، اور اللہ سے دعاء کرتا ہے۔

اگر کسی دوسرے بحرِ ذخّار کو اس کی ضرورت نہ ہو، تو وہ اس کا کمال ہے، بندہ کو تو یہ کمال حاصل نہیں، اب اپنی حالت کے متعلق بندہ نے اتنا صاف صاف عرض کردیا کہ کسی دوسرے کو بھی بندہ کے متعلق شاید حقیقت کے مطابق معاملہ اتنا صاف کرنے کی قدرت حاصل نہ ہوتی۔

ایک مرتبہ کسی نے میری بزرگی اور تقوے میں کوئی کمزوری ظاہر کی، تو میں نے جمعہ کے دن برسرِ عام یہ اعلان کردیا کہ میں نے آج تک اپنے آپ کے بزرگ یا متقی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، اور نہ ہی میں کوئی بزرگ یا متقی ہوں، اگر کوئی مجھے بزرگ یا متقی سمجھتا ہے، تو وہ اس کی اپنی سوچ اور اپنا خیال ہے، نہ تو یہ میرا دعویٰ اور عقیدہ ہے اور نہ مجھے دوسروں سے اپنے متعلق اس خیال کے پیدا کرنے اور

www.idaraghufran.org

باقی رکھنے کی خواہش ہے، اس لیے میرے متعلق کوئی کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے، کہیں اللہ نہ کرے، آخرت میں میری بزرگی اور تقوے کا سارا پول کھل جائے، اور دوسروں کو تعجب ہو، اس لیے آج ہی یہ غلط فہمی دور فرما لیں، اور اگر اس کے باوجود کوئی میرے متعلق بزرگ یا متقی ہونے کا حسنِ ظن رکھتا ہے، تو میں یہی دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس حسنِ ظن کا مصداق بنا دے، اور لوگوں کے حسنِ ظن کی برکت اور اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے اس درجہ پر فائز فرما دے۔ آمین۔

اور میں لوگوں کے حسنِ ظن اور اللہ کے خاص فضل و کرم سے یہی امید رکھتا ہوں، اگرچہ اپنے آپ کو اپنی نظر میں اس کا مصداق نہیں پاتا۔

ہم نے تو اپنے بزرگ و مشائخ سے بھی یہی سبق پڑھا ہے، کسی نے دوسرا سبق پڑھا ہو، تو وہ جانے اور اللہ جانے، ہمیں نہ دوسرے سے اس کے برخلاف علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس پر کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی کے متعلق تجسس اور ٹوہ ہے، بلکہ ہم غریبوں کو تو اپنی ذمہ داریوں سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ زید و بکر وغیرہ کے قصے اور جھگڑے لے کر بیٹھ جائیں اور اپنے فرائضِ منصبی کو نظر انداز کر دیں۔

صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرَتَّب ہونے والے عظیم فضائل و فوائد، صدقہ کی حقیقت و مفہوم اور اس کی مختلف صورتیں، شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط، صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات، بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم

عباداتِ مالیہ سے متعلق شرعی و فقہی قواعد و ضوابط

مصنّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین (مصائب کے اسباب اوران کا حل:قسط5) مولانا شعیب احمد

”رجوع الی اللّٰہ“ (حصہ اول)

گزشتہ اقساط میں مصائب کے اسباب کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر کیے جا چکے ہیں۔اب موجودہ اورآنے والی اقساط میں مصائب کا حل تحریر کیا جاتا ہے۔

اس دنیا میں اور ہماری زندگی میں جو بھی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں بحیثیتِ مسلمان ہمارا یہ عقیدہ اور نظریہ ہے کہ وہ سب کچھ اللہ کے حکم اور اس کی مرضی سے ہوتی ہیں۔دکھ اور سکھ،مصیبت اور راحت،خوشی اور غمی،صحت اور بیماری،امن اور خوف غرضیکہ ہر قسم کے حالات وواقعات اللہ تعالیٰ کی مرضی سے پیش آتے ہیں۔انسان کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اصل مالک اللہ ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہے کہ:

” وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ “ (سورة الأنعام، رقم الآية : ١٧)

”اور اگر اللہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائے تو خود اس کے علاوہ اس(تکلیف یا نقصان) کو کوئی دور کرنے والا نہیں،اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے“

(انعام)

قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

” مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ “ (سورة فاطر، رقم الآية : ٢)

”اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں،اور جو(رحمت) وہ روک دے تو اس کے بعد اسے کوئی جاری کرنے والا نہیں،اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے“(فاطر)

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ فائدہ اور نقصان پہنچانے والی ذاتِ حقیقی اللہ عزوجل کی ہے۔جس کا

www.idaraghufran.org

تقاضا یہ ہے کہ مصائب وآلام کے حل کے لیے سب سے پہلے اس ذات کی طرف رجوع کرنا ہوگا کہ جس کے دربار سے ہر قسم کی راحت اور مصیبت کے فیصلے ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم رجوع الی اللہ کی مختلف شکلیں تحریر کرتے ہیں جو مصائب وآلام کے دور کرنے میں معاون اور مددگار ثابت ہوں گی۔

پہلی صورت: توبہ

پچھلی اقساط میں مصائب کے اسباب بیان کرتے ہوئے ایک وجہ اور سبب انسان کے گناہ بتلائے گئے تھے۔ جس کا حل بجز توبہ کے کچھ نہیں۔ انسان اپنی بداعمالیوں سے کنارہ کشی اختیار کرے، گزشتہ پر توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کے لیے اُن کو چھوڑنے کا پختہ عزم کرے۔ جس کے نتیجے میں اس سے مصائب وآلام کے بوجھ کو ہٹا دیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے کہ:

"مَنِ أَكْثَرَ مِنَ الاسْتِغْفَارِ، جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" (مسند احمد، رقم الحديث: ۲۲۳۴) [1]

"جو شخص کثرت سے استغفار کرے گا اللہ اس کے لیے ہر پریشانی سے نکلنے کی راہیں کھولے گا اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمائیں گے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس نے سوچا بھی نہ ہوگا" (مسند احمد)

پس واضح ہوا کہ مصائب وآلام سے چھٹکارے اور نجات کا ایک ذریعہ توبہ اور استغفار ہے۔

---

[1] قال احمد محمد شاكر:

"إسناده صحيح" (حاشية مسند احمد)

"رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه والحاكم والبيهقي كلهم من رواية الحكم بن مصعب وقال الحاكم صحيح الإسناد" (الترغيب والترهيب للمنذري، تحت رقم الحديث: ۲۵۰۲، كتاب الذكر والدعاء)

ملحوظ رہے کہ بعض حضرات مثلاً ناصر الدین البانی اور شعیب الارنؤوط وغیرہ نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

www.idaraghufran.org

دوسری صورت: صدقہ

مصائب اور پریشانیوں سے چھٹکارے کا ایک طریقہ اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنا بھی ہے۔ صدقہ اور خیرات کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتیں انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ناراضگی دور ہوتی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

" وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِءُ المَاءُ النَّارَ " (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۶۱۴، أبواب السفر، باب ما ذکر فی فضل الصلاۃ) [1]

"اور صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے" (ترمذی)

صدقہ اور خیرات کرنے سے انسان کے گناہ ختم ہوتے ہیں جو کہ مصائب پیش آنے کا ایک سبب ہے، اور جب سبب ختم ہوگا تو مصائب بھی ختم ہو جائیں گے۔

تاہم صدقہ میں بھی وہ صدقہ زیادہ نفع مند ہے جو رازداری اور خاموشی سے کسی کو دیا جائے۔ نہ کہ وہ صدقہ جو کیمروں اور میڈیا کے سائے میں ریاکاری کے جذبہ کے تحت دیا جائے کہ جس میں دینے والے کے اندر تفاخر اور تکبر کا احساس نمایاں ہوتا ہے اور لینے والا تذلیل و ہتک محسوس کرتا ہے۔ جس کے مناظر جابجا معاشرے میں نظر آتے ہیں (اور بالخصوص موجودہ لاک ڈاؤن کے دنوں میں تو ایسے بے شمار مناظر اپنی نگاہوں سے دیکھنے کو ملے) ایسے صدقہ کا فائدہ ہونا تو درکنار، ریاکاری کی وجہ سے یہ دینے والے کے لیے وبالِ جان اور گناہ بن جاتا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس خاموشی اور رازداری سے دیے جانے والے صدقہ کی احادیث بیان کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

" إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِيءُ غَضَبَ الرَّبِّ " (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۱۰۱۸) [2]

---

[1] حکم الألبانی: صحیح (حاشیۃ سنن الترمذی)

[2] حکم الألبانی: حسن لغیرہ (صحیح الترغیب والترہیب، تحت رقم الحدیث: ۸۸۸، کتاب الصدقات، الترغیب فی صدقۃ السر)

www.idaraghufran.org

’’بے شک رازداری سے دیا جانے والا صدقہ اللہ کے غصہ کو بجھا ڈالتا ہے‘‘ (طبرانی)

اس لیے صدقہ ہمیشہ خاموشی اور رازداری کے ساتھ دینے کی کوشش کرنی چاہیے کہ جس سے اللہ کا غصہ اور غضب ٹھنڈا ہوگا اور نتیجتاً لازماً اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت انسان کی طرف متوجہ ہوگی۔ جو مصائب وآلام سے نجات میں یقیناً نفع مند ثابت ہوگی۔

تیسری صورت: دعا

مصائب وآلام، پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات اور چھٹکارے کا ایک اہم اور ناگزیر سبب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور التجاء کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتے ہیں اور قبول بھی فرماتے ہیں۔

بالخصوص مصیبت، پریشانی، بے بسی اور اضطراب کے عالَم میں دعاؤں کی قبولیت کے امکانات مزید بڑھ جاتے ہیں۔ ایک حدیث سے اشارتاً اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

" اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ " (صحيح البخاری، رقم الحديث: ۲۴۴۸، كتاب المظالم والغصب، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم)

’’مظلوم کی بددعا سے بچنا۔ کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب (حائل) نہیں ہوتا‘‘ (بخاری)

مظلوم آدمی چونکہ بے بس، لاچار اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ جس کی بناء پر اس کی دعاء اللہ کے ہاں جلدی قبول کر لی جاتی ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں حجاب کی نفی درحقیقت دعا کی فوری قبولیت کا استعارہ ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ پریشان اور بے قرار آدمی کی دعا اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

www.idaraghufran.org

" أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ " (سورة النمل ، رقم الآية : ٦٢)

''بھلاکون ہے جو بےقرار کی پکار کا جواب دیتا ہے جب وہ اس کو پکارے،اور تکلیف کو اس سے دور کرتا ہےاور تمہیں زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے(جو یہ سب کرتا ہے؟)بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو''(نمل)

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتے ہیں اور خاص طور پر بےقرار، مضطرب اور پریشان افراد کی دعا کو بارگاہِ خداوندی میں اہمیت دی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ مجبور، پریشان اور مصیبت زدہ انسان کی خصوصی مدد ونصرت فرماتے ہیں اور مصائب سے نجات دلانے میں دعا ایک خاص تاثیر کا حامل عمل ہے۔بشرطیکہ آدمی سچے دل سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارے اور فریاد کرے۔

احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ " (سنن الترمذی ، رقم الحديث : ٢١٣٩ ، أبواب القدر ، باب ما جاء لا يرد القدر إلا الدعاء) [1]

''قضاءوقدر کو سوائے دعا کے اور کوئی چیز نہیں لوٹا سکتی''(ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحتاً دعا کا مصائب میں نافع ہونا منقول ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے کہ:

" الدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ، وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِالدُّعَاءِ "

(المستدرک للحاکم ، رقم الحديث : ١٨١٥ ، كتاب الدعاء والتكبير) [2]

''دعا اس مصیبت میں بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس مصیبت میں بھی مفید ہے جو ابھی نازل نہیں ہوئی۔تو اللہ کے بندو دعا کو لازم پکڑو''(مستدرک)

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ مصائب وآلام کو دور کرنے کا ایک خصوصی حل دعا ہے۔

---

[1] حكم الألباني:حسن (حاشية سنن الترمذي)

[2] حكم الألباني:حسن (الجامع الصغير و زيادته ،تحت رقم الحديث : ٥٧٢١)

www.idaraghufran.org

مولانا طارق محمود

بسلسلہ :تاریخی معلومات

ماہِ ربیع الآخر:نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۵۲ھ: میں حضرت عمادالدین اسماعیل بن ابراہیم بن محمد بن علی بن شرف مقدسی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۹۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۵۲ھ: میں حضرت عبدالکریم بن عبدالرزاق بن عبداللہ بن عبدالوہاب صاحب کریم الدین ابن صاحب تاج الدین بن قبطی مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری،ج۷ص ۳۴۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۵۶ھ: میں حضرت زین الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن شیخ تقی الدین ابی الصدق ابی بکر بن شیخ نجم الدین ابی سلیمان داؤد بن عیسیٰ حنبلی دمشقی صالحی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی،ج۹ ص ۴۲۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۵۹ھ: میں حضرت نعمہ ابنۃ محبّ محمد بن رضی محمد بن محبّ محمد بن شہاب احمد بن رضی ابراہیم بن محمد مکی رحمہما اللہ کی وفات ہوئی۔

(الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی،ج۱۲ ص ۱۳۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۶۸ھ: میں حضرت شیخ الاسلام سعدالدین محمد بن عبداللہ بن سعید بن ابی بکر بن مصلح بن ابی بکر بن سعید عبسی دیری مقدسی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری،ج۵ص ۳۹۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۷۷ھ: میں حضرت شیخ عزالدین احمد بن نصر اللہ حنبلی نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الجوهر المنضد فی طبقات متأخری أصحاب أحمد لابن المبرد،ج۱ ص ۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۸۷۸ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن زرعی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۲۳)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ ربیع الآ خر ۸۸۲ھ: میں حضرت علم الدین شاکر بن عبدالغنی بن شاکر بن ماجد بن عبدالوہاب دمیاطی المعروف بابن الجیعان کی وفات ہوئی۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ص۱۱۸، شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹ ص ۵۰۱)

□......ماہِ ربیع الآ خر ۸۸۸ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن بن علی بن زکریا جدیدی بدرانی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹ ص ۵۲۰)

□......ماہِ ربیع الآ خر ۸۸۹ھ: میں حضرت احمد بن محمد بن ابراہیم بن مبارک بن مسعود شہاب شکیلی مدنی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة للسخاوی، ج۱ ص ۱۳۱)

□......ماہِ ربیع الآ خر ۸۹۷ھ: میں حضرت صدرالدین عبدالمنعم بن قاضی علاء الدین علی بن ابی بکر بن مفلح حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۹ ص ۵۴۱)

www.idaraghufran.org

علم کے مینار　　اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط19)　　مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

تدوینِ حدیث وفقہ کے ابتدائی مراحل (حصہ سوم)

گزشتہ اقساط میں تفصیلاً ذکر کیا جاچکا ہے کہ احادیث وآثاراورفقہ کی تدریجاً تدوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورصحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے زمانے سے تو شروع ہوچکی تھی، مگراس فن کو مستقل حیثیت، پہلی صدی ہجری کے اواخر اور دوسری صدی ہجری کے اوائل سے ملی، اور یہ زمانہ خلفائے راشدین کے زمانے کے بعد شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ خلافت ''خلافتِ بنوامیہ'' کا تھا۔

خلفائے راشدین اورحضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں اسلام چونکہ عرب سے نکل کرشام اوراس سے ملحقہ علاقوں اورممالک تک پھیل چکا تھا، اس لیے اس زمانے میں دینی علوم کی ترقی واشاعت اوران کی تدوین وترویج کی طرف خصوصی توجہ دی گئی، اوران علوم میں قرآن، تفسیر، قرائت، حدیث اورفقہ وغیرہ جیسے علومِ عالیہ شامل ہیں، اموی دور میں بہت سے ایسے صحابہ وتابعین اورعلماء تھے، جنہوں نے بعض اموی خلفاء کی عدمِ توجہ کے باوجود، ان علوم کی اشاعت کوجاری رکھا۔

خلافتِ بنوامیہ کی خدمات کا اجمالی جائزہ

بنوامیہ کی حکومت کا آغاز 41 ہجری (661 عیسوی) میں ہوا، اس کے پہلے خلیفہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اورآخری خلیفہ مروان بن محمد تھے، یہ حکومت 90 سال کے عرصہ کے بعد 132 ہجری (750 عیسوی) میں جنگ زاب کے بعد، عباسی حکومت کے ہاتھوں انحطاط پذیر ہوگئی۔ [1]

تاہم اس حکومت نے جوترقی کی، اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

[1] جس کی تفصیل کتبِ سیر وتواریخ میں موجود ہے۔

www.idaraghufran.org

﴿1﴾......قرآن مجید پر عجمیوں کی سہولت کے لیے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف سے اعراب لگوائے، جو بہت بڑا کارنامہ ہے(مناھل العرفان فی علوم القرآن، لمحمد عبد العظیم الزُّرقانی، ج ا، ص ۴۰۶ و ۴۰۷، المبحث العاشر)

﴿2﴾......بنوامیہ کے دور میں علمِ قرائت کی اشاعت کے ضمن میں بھی خاصا کام کیا گیا، چنانچہ قرآن مجید کے مشہور ''قراءِ سبعہ'' بنوامیہ کے دور میں سے تھے(مناھل العرفان فی علوم القرآن، لعبد العظیم الزُّرقانی، ج ا، ص ۴۵۶ الی ۴۶۲، المبحث الحادی عشر)

﴿3﴾......تفسیر کی پہلی کتاب اموی خلیفہ عبدالملک کے حکم سے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے لکھی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ''تنویرُ المقاس'' کے نام سے تفسیر لکھی(تھذیب الکمال، ج ۲۰، ص ۶۸، حرف الطاء، تحت الترجمة: عطاء بن دینار الھذلی. الاعلام للزرکلی، ج ۴، ص ۹۵، تحت الترجمة: ابن عباس)

﴿4﴾......بنوامیہ کے دور میں حدیث وفقہ کی تدوین پر بھی خاص توجہ دی گئی، اور اس میں بھی یہ سہرا خلیفہ راشد خامس حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو جاتا ہے، جو کے خود ملکِ شام کے شیوخ واماموں میں سے شمار ہوتے تھے، اور طبقۂ تابعین میں فقہ وفتاویٰ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔

اور اس ضمن میں آپ تمام تر اموی خلفاء سے بڑھ گئے، آپ کا دورِ خلافت اگرچہ 2 سے 3 سال کے عرصہ پر محیط تھا، مگر اس اس دوران احادیث وآثار اور فقہ کی جمع و تدوین کا جو اہتمام ہوا، اور ان کو فن کی حیثیت سے جس طریقہ سے وضع کیا گیا، اس کی مثال بنوامیہ کے باقی دورِ خلافت میں نہیں ملتی۔

چنانچہ ابنِ شہاب زہری، سعد بن ابراہیم کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ ہم احادیث وسنن کو جمع کریں، چنانچہ ہم نے ان کو جمع کیا، اور پھر ان کے بڑے بڑے مجلّد بنا کر مختلف علاقوں میں بھجوائے

(التاریخ الکبیر، لابن خیثمة، ج ۲، ص ۲۴۷، تحت رقم الترجمة: ۲۷۰۹)

﴿5﴾...... عہدِ بنو امیہ میں امام ابوحنیفہ(المتوفیٰ: 150 ہجری) امام مالک

www.idaraghufran.org

(المتوفی:179ہجری)ابوسفیان،ابراہیم نخعی،امام زہری،حماد بن سلمہ رحمہم اللہ،جیسے فقہاء ومجتہدین سرفہرست ہیں،منقول ہے کہ محمد بن نوح نے اماز ہری کے فتاویٰ فقہی ترتیب وابواب پر تین ضخیم جلدوں میں جمع کیے تھے،اوران حضرات کے معاصرین میں باقی عالمِ اسلام میں اور بھی کئی اصحابِ فقہ وفتاویٰ موجود تھے،جن کی تفصیل کتب میں موجود ہے(اعلام الموقعین، ج ۱، ص ۱۹، فصل فقهاء المدينة المنورة)

﴿6﴾......اسی دور میں تابعین میں سے بہت سے جلیل القدر علماء موجود تھے،جنہوں نے علم وادب کی اشاعت کے لیے جگہ جگہ حلقۂ درس قائم کیے،اموی دور میں تعلیم کا سلسلہ نہایت وسیع تھا،ہر شہر کی مساجد کو درسگاہوں کا بھی درجہ حاصل تھا،جہاں طلباء دینی تعلیمات سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ؎۱

اس دور کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اموی خلفاء نے اپنی تہذیب کو خالص عربی تہذیب رکھا،عربوں

؎۱ چند دیگر خصوصیات بھی درجِ ذیل ہیں:

﴿1﴾......فنِ تاریخ جو اسلامی تہذیب وتمدن کا سرمایہ ناز ہے،اس کی ابتداء بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوئی، چنانچہ وہب بن منبہ،محمد بن مسلم زہری،موسیٰ بن عقبہ جیسے ثقہ مؤرخ ان کے عہد میں سے تھے،حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبید بن شریح سے تاریخ قدیم کی داستانیں اور سلاطینِ عجم کے حالات قلم بند کرائے(الاعلام للزرکلی، ج۸، ص ۱۲۵ و ج ۷، ص ۹۷، وص ۳۲۵)

﴿2﴾......اموی دور میں جبر وقدر کا مسئلہ زیر بحث رہا،دونوں مکتبہ ہائے فکر کے عوام کے علاوہ بعض اموی خلفاء بھی اس سے متاثر تھے۔

﴿3﴾......اموی دور میں طائف کے ایک شخص حارث نے علمِ طب میں کمال پیدا کیا،یہ شخص ''طبیبُ العرب'' کے لقب سے بھی موسوم تھا(تاریخ الاسلام للذهبی، ج۲، ص ۴۸۲، حرف الحاء، تحت الترجمة: الحارث بن كلدة)

﴿4﴾......خالد بن یزید بن معاویہ،پہلا اموی شہزادہ تھا،جسے علوم وفنون سے بڑی گہری دلچسپی تھی،تاریخِ اسلام میں اس نے سب سے پہلے غیر ملکی کتب کے تراجم کا اہتمام کیا،اور کیمیاء میں کئی کتابیں اس نے لکھیں،جن میں چار کتابوں کا وجود چار صدی تک رہا (الاعلام للزركلی، ج۲، ص ۳۰۰، تحت الترجمة: خالد بن يزيد)

﴿5﴾......اموی دور میں فنِ خطا تو بت کو بڑی ترقی ہوئی،حجاج بن یوسف،زیاد بن ابی سفیان اور طارق بن زیاد فاتح اندلس اموی دور کے بڑے ممتاز خطیب تھے(الاعلام للزركلی، ج۳، ص ۵۳، تحت الترجمة: زياد بن ابيه)

﴿6﴾......اس دور کا کاتب عبدالحمید تھا،کمالِ فن پر یہ مقولہ مشہور ہے کہ کتابت وانشاء عبدالحمید سے شروع ہوئی،اور ابنِ عمیر (عباسی دور کا ایک نامور کاتب) پر اس کا خاتمہ ہوگیا(الاعلام للزركلی، ج۳، ص ۲۸۹، و ج ۱، ص ۱۴۷)

﴿7﴾......بنوامیہ کے اکثر وبیشتر حکمران شعر وشاعری کے بڑے قدردان تھے،ان کی سرپرستی میں شعر وشاعری کو خوب ترقی حاصل ہوئی،اس دور کے شعراء میں عمر بن ابی ربیعہ،جریر،فرزدق اور اخطل قابلِ ذکر ہیں(الاعلام للزركلی، ج۲، ص ۱۱۹، و ج۵، ص ۵۲ و ص ۱۲۳، و ج۸، ص ۹۳)

﴿8﴾......اور اسی طرح اس دور میں پہلی مرتبہ فنِ تعمیر کی طرف مسلمانوں نے خاص توجہ دی۔

www.idaraghufran.org

کے علاوہ عجمی اور مختلف ممالک کی قومیں بھی مسلمان ہو ہو کر عربوں کے ساتھ رہنے سہنے لگی تھیں۔ لیکن عربوں کی تہذیب نے نومسلم قوموں کو تو متاثر کیا، مگر خود عرب ان کی تہذیب سے اثر پذیر نہیں ہوئے، یہی سبب ہے کہ فتوحات کے ساتھ ساتھ معاشرت بھی عالمگیر ہوتی رہی، اور جہاں جہاں مسلمانوں کا پرچمِ فتح ونصرت لہرایا، وہاں مسجدیں تعمیر ہو کر آباد ہوئیں، حق کے غلغلوں سے وہاں کی فضا گونج اٹھی، اور تمام لوگ اسلامی تہذیب وتمدن کے رنگ میں رنگے گئے، قرآن کی زبانِ عربی کو فروغ ہوا، تمام ممالکِ محروسہ میں قرآن وحدیث کے درس کے لیے مکاتب قائم ہوئے۔

(مسلمانوں کا عروج وزوال، بتغیر، از مولانا سعید احمد اکبرآبادی، ص76، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات، لاہور، کراچی)

چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا اہلِ علم حضرات کو احادیث وسنت، صحابہ وتابعین کے فتاویٰ وآثار کی جمع وتدوین کا حکم فرمانا، اور پھر ان کے بڑے بڑے مجلّد بنا کر مختلف عالمِ اسلام کے مختلف علاقوں میں بھجوانا، اس بات کا واضح ثبوت ہے۔

خلافتِ بنوعباس میں فقہ اسلامی کی تدوین وترویج

132ہجری(750عیسوی) میں بنوامیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد کو بنوعباس کے ہاتھوں موصلؔ اور اربلؔ کے درمیانی علاقے زابؔ کے مقام پر شکست ہوئی، جس کے بعد بنوعباس برسرِ اقتدار آ گئے، اور اس طرح بنوامیہ کے بعد عربوں کی دوسری بڑی خلافتِ ''بنوعباس'' کے نام سے قائم ہوئی۔

اگرچہ خلافت وحکومت کے حصول کے لیے بنوامیہ اور بنوعباس باہم دست وگریبان تھے، جس کی وجہ سے عام مسلمانوں میں بھی بےچینی کا ماحول تھا، مگر چونکہ پورے عالمِ اسلام میں جگہ جگہ علمائے تابعین اور بزرگ ہستیاں اور ان کے اصحاب پھیلے ہوئے تھے، ہر طرف دینی علوم کا چرچا ہو رہا تھا، اسی لیے عباسی دور کی ابتداء سے مختلف علوم کی طرف زیادہ توجہ ہوئی، عام لوگوں میں علمی رجحان بڑھا، عربی زبان میں نئے نئے علوم منتقل کیے گئے، دینی علوم کو بھی آگے بڑھنے کا موقع ملا، اور احادیث وآثار کو فقہی ترتیب وتبویب پر کتابی شکل میں مدون کیا گیا، کتب کی باقاعدہ تصنیف بھی اسی دور میں شروع ہوئی۔

www.idaraghufran.org

تصنیف وتالیف کی ابتداء

اسلام میں فقہی ترتیب پر تصنیف وتالیف کا باقاعدہ آغاز دوسری صدی ہجری کے وسط میں ہوا، تصنیف وتالیف کے اس ابتدائی دور میں عالمِ اسلام کے چند اور جید مخصوص علماء ومحدثین نے مختلف ممالک میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ (المتوفیٰ:179ہجری) نے مدینہ منورہ میں کتابیں لکھیں،ابنِ جریج مکی (المتوفیٰ:150ھ) نے مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے تصنیف وتالیف کو اختیار کیا،آپ ''فقیہ الحرم'' کے لقب سے مشہور تھے۔

سفیان ثوری(المتوفی161ہجری)نے کوفہ میں،ربیع بن صبیح (المتوفیٰ:160ہجری)نے بصرہ میں، ہشیم بن بشیر(المتوفی183ہجری) نے واسط میں،عبداللہ بن مبارک (المتوفی 181ہجری) نے خراسان میں،ولید بن مسلم(المتوفی195ہجری)نے شام میں،معمر بن راشد(المتوفیٰ153ہجری) نے یمن میں، امام اوزاعی (المتوفیٰ: 157ہجری) نے شام میں، جریر بن عبدالحمید (المتوفیٰ: 188ہجری)نے رَے میں۔

اور اسی طرح اس زمانہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (المتوفی 150ہجری) نے بھی کوفہ میں فقہ کی تدوین فرمائی اوراپنے اصحاب وشاگردوں کو کتابیں املا کرائیں۔ [1]

اس کے علاوہ اور بھی متعدد علمائے دین نے اپنے اپنے علاقوں میں فقہی ترتیب پر تصنیف وتالیف کا آغاز کیا۔خلاصہ یہ کہ یہ تمام حضرات تقریباً ایک زمانہ میں موجود تھے،جن میں سے بعض ایک

---

[1] دراصل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے حلقۂ احباب اور تلامذہ کی جماعت کو لے کر ایک ''مجمع الفقهي'' قائم کیا،جس میں آپ احادیث وفقہ کی املاء کروایا کرتے تھے،جس کا سلسلہ آپ کے اس دنیا سے رحلت فرمانے تک جاری رہا،بعد میں آپ کے تلامذہ نے ان املا شدہ احادیث ومسائلِ فقہ اور کتب کو اپنے اپنے حلقۂ درس میں روایت کیا،جس کی وجہ سے یہ کتابیں ان کی طرف منسوب ہوئیں۔پھر بھی کچھ کتابیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نام سے رہ گئیں،جن کا ذکر مختلف کتب میں موجود ہے،جیسا کہ:

(1) كتاب الفقه الاكبر (2) كتاب رسالة الى البستي (3) كتاب العالم و المتعلم (4) مسند في الحديث (رواية الحصكفي و رواية ابو نعيم) (5)المخارج في الفقة (6) كتاب الرد على القدرية (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۳۳۷، تحت الترجمة: أبو حنيفة)

چنانچہ آپ کی وفات کے بہت بعد تک ان کتابوں سے استفادہ حاصل کیا جاتا رہا،اوران کا ذکر اس زمانہ کے اہلِ علم کے یہاں ملتا ہے، مگر بعد میں اکثر کتب آپ کے مختلف تلامذہ سے منقول کتب وروایات میں ضم ہوگئیں،جیسا کہ'' الآثار لابي يوسف، الآثار لمحمد بن الحسن الشيباني''،اورامام محمد کی''الجامع الكبير''اور''الجامع الصغير''،وغیرہا ذلک۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.idaraghufran.org

دوسرے کے ہم عصر اور بعض کو ایک دوسرے سے استاذ وشاگرد کی نسبت تھی۔

ان بزرگ ہستیوں نے اپنے اپنے علاقوں میں فقہی ترتیب پر دوسری صدی کے نصف اول (تقریباً 140 ہجری کے بعد) تصنیف وتالیف کی ابتداء کی، تاہم یہ بات معلوم نہیں کہ کسی عالم نے کب تدوین وتالیف کی ابتداء کی۔

لیکن ان تمام حضرات کا مطمحِ نظر قرآن وحدیث اور فقہ کے اسلوب اور ان کے روابط اور معانی کو ضبط میں لانا تھا، کیونکہ اس سے پہلے حدیث وسنت، صحابہ وتابعین کے آثار اور فتاویٰ ملی جلی شکل میں تھے، اس لیے ان حضرات نے اپنی تصانیف وتالیفات کے ذریعہ احادیث وسنت، اور صحابہ وتابعین کے آثار واقوال اور فتاویٰ کی باقاعدہ تدوین کرکے ان کو مستقل فن کی حیثیت دی۔

تاکہ یہ تدوین وترتیب بعد میں آنے والے حضرات کے لیے مرجع بن سکے، اور بدلتے ہوئے اسلامی معاشرہ کہ جس میں نئے نئے حالات پیش آرہے تھے، فقہاء ومجتہدین کے لیے مسائل کے حل میں معاون ومدد بن سکے، جہاں ایک طرف بدلتے ہوئے اسلامی ماحول، نئے پیش آمدہ مسائل، اسلامی فتوحات کے سلسلے اور عجمیوں سے اختلاط کی وجہ سے معاشرت عالمگیر ہوتی رہی۔

وہیں دوسری طرف فرقِ باطلہ اسلامی عقائد وافکار کے مقابلہ میں بحث ومناظرہ، جنگ وجدل کا بازار گرم رکھتے رہے، خود مسلمانوں کے گمراہ طبقہ میں ”جہمیہ، قدریہ، جبیریہ اور خوارج“ وغیرہ جیسے گمراہ فرقہ پیدا ہوگئے تھے، اور اس کی وجہ سے الحاد وزندیقیت اور مجوسیت کے افکار جنم لے رہے تھے، اور اپنی مخفی اسلامی دشمنی کا اظہار مختلف قسم کے شکوک وشبہات اور اپنے باطل عقائد کے ذریعہ کر رہے تھے۔

ان حالات میں ان علمائے دین اور بزرگ ہستیوں نے اپنے اپنے علاقوں میں، اپنی اپنی تصانیف و تالیفات اور حلقۂ درس کے ذریعہ اسلامی تہذیب وتمدن کو دوام بخشا، اور دینی علوم کی ترویج و اشاعت اور اپنے اصحاب وشاگردوں کے ذریعہ ان گمراہ فرقوں کے عقائد اور شکوک وشبہات کا سدّ باب فرمایا (کشف الظنون، لحاجی خلیفۃ، المتوفیٰ: 1067ھ، ج ۱، ص ۳۴، الباب الاول)

(جاری ہے……)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ (قسط45) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ ہجرت

اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت، اور کفارِ مکہ کو بتوں کی عبادت سے منع کرنے کی محنت، مکہ مکرمہ میں ایک عرصہ تک جاری رہی، لیکن قریشِ مکہ کی اکثریت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید کی اس دعوت کو قبول نہ کیا، اور کفارِ مکہ کی اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی دن بدن زیادہ ہوتی رہی۔

اسلام کی طرف بُلانے کی دعوت کے نتیجہ میں لوگ اسلام کے حلقہ میں داخل ہورہے تھے، اور یہ بات کفارِ مکہ کو ہرگز قبول نہ تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی زندگی تک تو کفارِ مکہ، اعلانیہ طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مخالفت نہ کرپائے تھے، مگر ابوطالب کے انتقال کے بعد کفار ہرطرف سے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے تیار ہوگئے تھے، اور کفار کو جس جس مسلمان پر قابو ملتا تھا، اس پر سخت ظلم وستم کرتے تھے۔

کفارِ مکہ کے ظلم وستم پر مسلمان صبر کرتے رہے۔

اسی دوران مدینہ منورہ کے ایک معزز گروہ نے اسلام قبول کرلیا تھا، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جن لوگوں کو کفار کے ظلم وستم سے نجات نہیں مل سکتی، وہ مدینہ ہجرت کرجائیں۔

روایات کے مطابق شروع میں ہجرت کرنے والوں میں ابوسلمہ عبداللہ بن اشہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی۔

ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس آدمیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

www.idaraghufran.org

أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ، فَقَدِمَ بِلاَلٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ "قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ المَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری، رقم الحدیث ۳۹۲۵، باب مقدم النبی صلی الله علیه وسلم وأصحابه المدینة)

ترجمہ: ہمارے پاس (مدینہ میں) سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے، اور یہ دونوں حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے، پھر بلال اور سعد اور عمار بن یاسر آئے، پھر عمر بن خطاب، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس صحابہ کے ساتھ تشریف لائے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ میں) تشریف لائے۔
میں نے مدینہ والوں کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (مدینہ) تشریف لانے پر وہ خوش ہوئے (بخاری)

صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث میں 20 کا عدد مذکور ہے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کن صحابہ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی، اُن صحابہ کے ناموں کی تفصیل مذکورہ حدیث میں موجود نہیں۔

ابن، ہشام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کرنے والے بعض صحابہ کے یہ نام لکھے ہیں۔

زید بن خطاب، سعید بن زید بن خطاب، خنیس بن حذافہ سہمی، عمرو بن سراقہ، عبداللہ بن سراقہ، واقد بن عبداللہ تمیمی، خولی بن ابی خولی، مالک بن ابی خولی، لیاس بن بکیر، عاقل بن بکیر، عامر بن بکیر، خالد بن بکیر رضی اللہ عنہم۔

ان حضرات میں زید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی، سعید بھتیجے، اور خنیس، عمر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں، اور باقی دوست احباب تھے۔

مدینہ منورہ کی وسعت چونکہ کم تھی، مہاجرین زیادہ تر قباء میں (جو مدینہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر

www.idaraghufran.org

ہے)قیام کرتے تھے،قباء کوعوالی بھی کہتے ہیں۔

حضرت عمررضی اللہ عنہ نے بھی قباء میں،رفاعہ بن عبدالمنذر کے مکان پر قیام کیا۔

حضرت عمررضی اللہ عنہ کے بعد اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ سے مدینہ کی طرف،حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔

مدینہ منورہ پہنچ کرسب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کے رہنے سہنے کا انتظام کیا،اور انصارکو بلاکران میں اورمہاجرین میں بھائی چارہ،یعنی مواخاۃ اور برادری قائم کی،جس کا اثر یہ ہوا کہ جومہاجر جس انصاری کا بھائی بن جاتا،انصاری صحابی،اپنے اُس مہاجر بھائی کواپنی جائیداد، اسباب،نقدی تمام چیزوں میں شریک کرلیتا،اوراس طرح تمام مہاجرین اورانصار بھائی بھائی بن گئے۔

اس رشتہ کے قائم کرنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم طرفین کے رتبہ اورحیثیت کا فرق ملحوظ رکھتے تھے، یعنی جومہاجر جس درجے کا ہوتا اسی رتبے کے انصاری کواس کا بھائی بناتے تھے۔

چنانچہ حضرت عمررضی اللہ عنہ کے مدینہ منورہ میں اسلامی بھائی،عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بنے،جو قبیلہ بنوسالم کے سردار تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے پربھی اکثر صحابۂ کرام نے قباء ہی میں قیام رکھا، حضرت عمررضی اللہ عنہ بھی یہیں مقیم رہے،لیکن حضرت عمررضی اللہ عنہ،اورحضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپس میں یہ معمول مقررکرلیا کہ ان دونوں حضرات میں سے ایک صاحب،ایک دن ناغہ دے کر نبی صلی اللہ علی وسلم کے پاس جاتے اوردن بھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے،ناغہ کے دن کے بارے میں دونوں حضرات نے باہم یہ طے کیا کہ ناغہ کے دن دونوں میں سے جوصاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضرہوتے،اورجوکچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے،وہ واپس آکراپنے دوسرے بھائی سے روایت کرتے رہے(الفاروق،مؤلفہ:مولاناشبلی نعمانی، صفحہ۴۵،تا۴۸،مطبوعہ:دارالاشاعت،کراچی)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

بلی کا بچہ

پیارے بچو! کڑی دوپہر کا وقت تھا۔دھوپ کی تپش سے پاؤں کے کنارے جھلس رہے تھے۔اکثر نوجوان تو بنا کچھ سر ڈھکے یہاں سے وہاں منڈلا رہے تھے۔کچھ بوڑھے سر پر سفید رومال لپیٹے آہستہ آہستہ کمر جھکائے چلتے ہوئے جا رہے تھے۔گلی کے کنارے پر کوڑے کا ڈھیر جمع تھا۔رات ہی کو میں اپنے گھر کی کھڑکی سے باہر گلی میں جھانک رہا تھا اور یہی سوچ جا رہا تھا کہ اتنی رات گئے بچے اب تک سوئے نہیں ہیں اور شور مچا رہے ہیں۔میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ بائیں طرف سے ایک بوڑھا آدمی ہاتھ میں اٹھائے ایک بھرا ہوا شاپر لایا اور گلی کے کنارے کھڑا رہا۔یہاں وہاں اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے جب اس نے کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پایا،تو اتنے بڑے ڈھیر پر چھوٹے سے ایک اور شاپر کا اضافہ کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی۔

خیر دوپہر کو میں ڈھیر کی طرف دیکھتا ہوا یہی سوچ جا رہا تھا کہ حکومت کی جانب سے کوڑا جمع کرنے پر ایک مستقل ادارہ موجود ہے۔اور اس ادارہ نے تقریباً ہر جگہ کوڑے کے ڈبے لگائے ہوئے ہیں۔مگر پتا نہیں لوگ اتنی بھی تکلیف نہیں کرتے کہ جا کر کوڑا اس ڈبے میں ڈال دیں۔

پاس ہی کھڑی گاڑی کے سائے کے نیچے بلی کا ایک بچہ بھوک سے بلک رہا تھا۔آس پاس اس کی ماں نظر نہیں آ رہی تھی۔اس بچے کو دیکھتا میں یہ سوچنے لگا کہ اگر کبھی ایسا وقت آئے کہ میں ایسے بے یار و مددگار پڑا ہوں اور میری ماں مجھ سے دور ہو اور نہ جانے کس حال میں ہو،تو میری اور ماں کی کیا حالت ہوگی۔ذرا جھک کر گاڑی کے نیچے دیکھا تو ایک کٹوری میں تھوڑا سا دودھ رکھا ہوا تھا،اور بلی بالکل ایسی بے حس پڑی تھی،جیسے کئی دن کی تھکی ہو اور ابھی آرام کا موقع ملا ہو۔

کافی دیر تک جب بلی میں کوئی ہل جُل محسوس نہ ہوئی تو میں سمجھ گیا کہ کسی نے اس دودھ میں زہر ملا کر اس بیچاری کو اپنے بلکتے بچے سے ہمیشہ کے لیے الگ کر دیا۔

اس بچے کو اٹھا کر میں گھر لایا اور کٹوری میں دودھ ڈال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔خیر کچھ دنوں بعد

www.idaraghufran.org

ایک دوست نے کہا کہ گھر میں پالنے کے لیے ایک بلی خریدنی ہے۔میں نے اسے کہا کہ آپ اس بچے کو پال لیں۔اس طرح آپ کا شوق بھی پورا ہو جائے گا اور بچے کو بھی اچھا خیال رکھنے والا مل جائے گا۔

پیارے بچو!کسی بھی جانور کو مارنے سے پہلے کم سے کم یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس کا بھی ایک ہنستا بستا گھر ہے۔اس کے بھی بچے ہیں۔اور بلاوجہ کسی جانور کو مارنا خصوصا ایسے جو بے ضرر ہوں اور نقصان دہ نہ ہوں تو ہمیں اس کا بھی اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہوگا۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط33) مفتی طلحہ مدثر

خلع لینے میں خواتین کے اختیارات (تیسرا حصہ)

معزز خواتین! سورۃ بقرہ کی ان آیات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خلع کی اجازت دی گئی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بھی ایسے متعدد واقعات پیش آئے، جب میاں بیوی میں نباہ نہ ہوسکا اور بیوی نے شوہر سے خلع حاصل کرلیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو جائز رکھا، چنانچہ ایسے واقعات کا احادیث کی کتب میں ذکر میں موجود ہے ، درجِ سطور میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

ثابت بن قیس کی اہلیہ کا واقعہ

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ مشہور صحابہ کرام میں سے تھے، انتہائی فصیح ،اور خطابت کے فن میں مہارت رکھتے تھے، ان کی اہلیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے شوہر سے خلع لیا تھا، اس واقعہ کی تفصیل احادیث کی مشہور کتابوں میں مذکور ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلاَ دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الكُفْرَ فِي الإِسْلاَمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْبَلِ الحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً (صحيح بخارى ،كتاب الطلاق ،باب الخلع و كيف الطلاق فيه،رقم الحديث ۵۲۷۳)

ترجمہ: ثابت بن قیس کی اہلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ”یارسول اللہ! مجھے ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین کے بارے میں اعتراض (یا

www.idaraghufran.org

الزام)نہیں ہے،لیکن میں اسلام میں کفرکوناپسند کرتی ہوں‘‘تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’کیا تم اسے اس کا باغ واپس کرتی ہو؟‘‘اس (ثابت بن قیس کی اہلیہ) نے کہا’’جی (کرتی ہوں)‘‘رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ثابت سے فرمایا)’’تم باغ قبول کرلواوراسے طلاق دے دو‘‘(بخاری)

مذکورہ حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ ان کی اہلیہ کوان کے دین یا اخلاق میں کوئی اعتراض والی بات نظر نہیں آئی ، کیونکہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شریک تھے اور دیگر خوبیوں کی وجہ سے صحابہ کرام میں نمایاں مقام کے حامل تھے،البتہ طبعی میلان اور رغبت نہ ہونے کی وجہ سے ان کی اہلیہ کو ڈر تھا،کہ ان سے اپنے شوہر کے حقوق کے ادا کرنے میں کوتاہی سرزد نہ ہوجائے،جس کی وجہ سے اللہ کے نزدیک ان سے باز پرس ہو،اوروہ ناشکری کی مرتکب ہوں،اسی بات کوانہوں نے’’اسلام میں کفر کا ناپسند کرتی ہوں‘‘ سے تعبیر کیا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شوہر کی ناشکری کو’’یکفرن العشیر‘‘ہی فرمایا ہے۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن،حبیبہ بنت سہل سے ان کا اپنا واقعہ ان الفاظ میں روایت کرتی ہیں کہ

إِنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عَلَى بَابِهِ بِالْغَلَسِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ هَذِهِ؟ "قَالَتْ: أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا لَكِ؟ "قَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتٌ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " هَذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَذْكُرَ "قَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتٍ: " خُذْ مِنْهَا فَأَخَذَ مِنْهَا "وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا (مسند احمد،27444)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: وہ ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کے وقت (گھر سے) نکلے، تو حبیبہ بنت سہل کو رات کے بالکل آخری وقت (جس میں صبح کی تھوڑی بہت روشنی بھی ظاہر ہو جاتی ہے) اپنے دروازے پر پایا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کون ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''میں حبیبہ بنت سہل ہوں''، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا کام ہے؟''، انہوں نے عرض کیا ''میں اور میرے شوہر ثابت بن قیس ایک ساتھ نہیں رہ سکتے''، پھر جب ثابت بن قیس بھی حاضر ہو گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ حبیبہ بنت سہل ہیں، جس چیز کا اللہ نے چاہا انہوں نے تذکرہ کیا ہے''، حبیبہ نے عرض کیا ''اس (ثابت) نے جو کچھ (حق مہر وغیرہ) مجھے دیا ہے، میرے پاس ہے''، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا ''وہ (سب) اس سے (واپس) لے لو!''، تو ثابت نے ان (حبیبہ) سے سب لے لیا اور وہ (حبیبہ خلع لے کر) اپنے گھر والوں کے پاس رہنے لگیں۔ (مسند احمد)

مذکورہ حدیث میں بھی حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا واقعہ بیان ہوا ہے، البتہ یہ بات ملحوظ رہے، کہ دیگر احادیث میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا نام مختلف آیا ہے، چنانچہ اکثر احادیث میں ان کا نام حبیبہ بنت سہل وارد ہوا ہے، جیسا کہ گزشتہ حدیث میں بھی حبیبہ بنت سہل نام آیا ہے، لیکن بعض احادیث میں ان کی اہلیہ کا نام جمیلہ بنت سلول، بعض میں جملیہ بنت عبداللہ بن ابی، بعض میں مریم المغالیہ، بعض میں زینب بنت عبداللہ بن ابی آیا ہے، اس لیے اس بات کا امکان ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے ان کی ایک سے زائد بیویوں نے خلع لیا ہو، جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ احادیث میں بھی خلع لینے کی وجوہات مختلف بیان کی گئی ہیں، اسی طرح خلع کا عوض بھی مختلف بیان کیا گیا ہے، واللہ اعلم۔

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا مشہور صحابیات میں سے ہیں، جن سے متعدد احادیث مروی

ہیں،اوروہ مشہور صحابی حضرت معوذ بن عفراء کی بیٹی ہیں،جن کے بارے میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے کی وجہ سے غزوہ بدر میں تلاش کر کے ابوجہل پر خاص طور سے حملہ کیا تھا،اورغزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔

سلیمان بن یسار حضرت ربیع بنت معوذ سے ان کا اپنا واقعہ روایت کرتے ہیں

أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ (سنن ترمذی،ابواب الطلاق واللعان ،باب ما جاء فی الخلع،رقم الحدیث1185)

ترجمہ:انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خلع لیا تھا،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا،یا انہیں حکم دیا گیا(راوی کو الفاظ میں شک ہے) کہ ایک حیض عدت گزاریں(ترمذی)

مذکورہ حدیث میں خلع کی عدت ایک حیض بیان ہوئی ہے،جبکہ دیگر کئی احادیث میں خلع کی طلاق والی عدت (یعنی تین حیض) بیان کی گئی ہے،اوریہی عدت متعدد صحابہ کرام سے منقول ہے،البتہ گزشتہ اور اس جیسی دیگر احادیث کی بناپر بعض فقہاء کرام کی رائے خلع کی عدت ایک حیض ہونے کی ہے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بھی خلع کے متعدد واقعات پیش آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے متعلق احکامات بیان فرمائے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

ماہِ ذی الحجہ کی حُرمت وعظمت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ: أَيُّ يَوْمٍ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوْا: يَوْمُنَا هٰذَا، قَالَ: فَأَيُّ شَهْرٍ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوْا شَهْرُنَا هٰذَا، قَالَ: فَأَيُّ بَلَدٍ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوْا: بَلَدُنَا هٰذَا، قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا (مسند احمد، رقم الحديث 14365)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے (نو یا دس ذی الحجہ کے) خطبہ میں فرمایا کہ کون سا دن زیادہ حرمت وعظمت والا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہمارا یہی دن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون سا مہینہ زیادہ حرمت وعظمت والا ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہمارا یہ (ذی الحجہ کا) مہینہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پس تمہارے خون (یعنی جان) اور تمہارے مال، تم پر (یعنی ایک دوسرے پر) اسی طرح حرام ہیں، جس طرح تمہارے اس مہینے، اس دن اور اس شہر (یعنی حرم) کی عظمت وحرمت ہے۔

مذکورہ حدیث سے ذی الحجہ کے مہینہ کی فضیلت وعظمت معلوم ہوئی، اس لیے ذُوالحجہ کے بابرکت مہینے کی قدر کرتے ہوئے اس مہینے میں گناہوں سے بچنے اور نیکی وتقوے کو اختیار کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

www.idaraghufran.org

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت واہمیت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن ہیں (کشف الاستار، حدیث نمبر1128)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ أَیَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ، وَلَا أَحَبُّ إِلَیْہِ الْعَمَلُ فِیْهِنَّ مِنْ أَیَّامِ الْعَشْرِ فَأَکْثِرُوْا فِیْهِنَّ التَّسْبِیْحَ، وَالتَّکْبِیْرَ، وَالتَّهْلِیْلَ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث 11116)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عظیم اور زیادہ پسندیدہ نہیں ہیں، جن میں (نیک) عمل کیا جائے، ذی الحجہ کے دس دنوں کے مقابلہ میں، تو تم ان دس دنوں میں تسبیح، اور تکبیر اور تہلیل کی کثرت کیا کرو۔

فائدہ: تہلیل سے مراد "**لاالٰہ الا اللّٰہ**" اور تکبیر سے مراد "**اللّٰہ اکبر**" اور تحمید سے مراد "**الحمد للّٰہ**" اور تسبیح سے مراد "**سبحان اللّٰہ**" یا ان جیسے وہ کلمات ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور بڑائی اور حمد وثناء اور تسبیح بیان کی گئی ہو۔

کیونکہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ انتہائی فضیلت کا حامل ہے، اور اس میں دوسری عبادتوں کی بھی فضیلت ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ان اذکار کی بھی خاص فضیلت ہے۔

www.idaraghufran.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اہتمام کے ساتھ قربانی کا عمل ادا فرمایا کرتے تھے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضَحّٰى اِشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ، سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ قَالَ: فَيَذْبَحُ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهٖ مِمَّنْ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ، وَشَهِدَ لَهٗ بِالْبَلَاغِ، وَيَذْبَحُ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ(مسند احمد، رقم الحديث 25843)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو آپ بڑے موٹے تازے سینگوں والے سفید وسیاہ رنگ والے دو خصی مینڈھے خریدتے، اُن دونوں میں سے ایک کی اپنے ان امتیوں کی طرف سے جو اللہ کی وحدانیت اور آپ کی تبلیغ کی شہادت دیں، اور دوسرے کی محمد اور آلِ محمد کی طرف سے قربانی کرتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے اور امت کو ثواب پہنچانے کی غرض سے قربانی فرمایا کرتے تھے، جس سے قربانی کی فضیلت واہمیت معلوم ہوتی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی اہتمام کے ساتھ جانور خریدنا، اور اس کو حتی الامکان اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح فرمانا، قربانی کے عمل کی اہمیت کی دلیل ہے۔

www.idaraghufran.org

نوذی الحجہ کے دن کے روزے کی فضیلت

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے عرفہ (یعنی نوذی الحجہ) کے دن کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک سال گزشتہ، اور ایک سال آئندہ (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کردیتا ہے (مسلم، حدیث نمبر1126)

اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشوراء (یعنی دس محرم) کا روزہ گزشتہ سال (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کردیتا ہے، اور عرفہ (یعنی نوذی الحجہ) کا روزہ دوسالوں (کے صغیرہ گناہوں) کا کفارہ کردیتا ہے، ایک گزشتہ سال کا اور ایک آئندہ سال کا (السنن الکبریٰ لنسائی، حدیث نمبر2809)

نو ذُوالحجہ کا دن مبارک دن ہے، نوذی الحجہ کے دن حج کا سب سے بڑا رُکن "وقوفِ عرفہ" ادا ہوتا ہے؛ اور اس دن بے شمار لوگوں کی بخشش اور مغفرت کی جاتی ہے، اسلام کے تکمیلی رُکن، حج کا سب سے عظیم رُکن اس دن میں ادا ہونا اس دن کی فضیلت کی بڑی دلیل ہے، لیکن عرفات کے میدان میں پہنچ کر تو فضیلت حجاجِ کرام ہی حاصل کرسکتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکات سے غیر حاجیوں کو بھی محروم نہیں فرمایا؛ اور اس دن روزے کی عظیم الشان فضیلت مقرر کرکے سب کو اس دن کی فضیلت سے اپنی شان کے مطابق مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمادیا۔

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

شبلی اور فراہی (قسط3)

مولانا شبلی نعمانی کے افکار، سید سلیمان ندوی کی نظر میں

مولانا شبلی نعمانی صاحب کے متعلق ایک بڑا خیال یہ کیا جاتا ہے کہ وہ سرسید احمد خان کے افکار کے حامل تھے، لیکن ہمیں اس سلسلے میں مولانا شبلی نعمانی صاحب کے ایک مقالے میں وضاحت دستیاب ہوئی، سب سے پہلے اس کو ملاحظہ فرمایے۔

مولانا شبلی نعمانی صاحب، لکھتے ہیں:

> زمانہ جانتا ہے کہ مجھ کو سرسید کے مذہبی مسائل سے سخت اختلاف تھا، اور میں ان کے بہت سے عقائد وخیالات کو بالکل غلط سمجھتا تھا، تاہم اس سے مجھ کو انکار نہ ہوسکا کہ ان مسائل کو سرسید نے جس طرح اردو زبان میں ادا کیا ہے، کوئی اور شخص ادا نہیں کرسکتا۔
>
> (مقالاتِ شبلی، ج۲ص۶۴ ''بعنوان'' سرسید احمد اور اردو لٹریچر، مطبوعہ، معارف، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع: 1931عیسوی)

مذکورہ عبارات سے صاف معلوم ہوا کہ مولانا شبلی نعمانی صاحب کو سرسید احمد خان کے مذہبی مسائل اور بہت سے عقائد وخیالات سے سخت اختلاف تھا، جن کو مولانا شبلی نعمانی صاحب بالکل غلط سمجھتے تھے، ساتھ ہی ان کو سرسید صاحب کی کچھ خوبیوں کا اعتراف بھی کیا تھا۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ، نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کے بعد مولانا شبلی نعمانی صاحب کے حالات پر تفصیلی کتاب تالیف کی ہے، جو''حیاتِ شبلی'' کے نام سے شائع ہوئی ہے، جس میں انھوں نے مولانا شبلی نعمانی صاحب کے افکار اور ان کی تصنیفات پر انتہائی معتدل تبصرہ کیا ہے، جس کے چند اقتباسات ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں، جن سے ان شاء اللہ تعالیٰ مولانا شبلی نعمانی صاحب کے افکار کو سمجھنے میں مدد حاصل ہوگی۔

www.idaraghufran.org

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب فرماتے ہیں:

نقائص اور عیوب، بشریت کا خاصہ ہیں، اس لیے کوئی سوانح نگار اپنی نسبت معصومیت کا دعویٰ نہیں کرسکتا، اور نہ کسی ایک فیصلے کے متعلق سب کی رائیں ایک ہوسکتی ہیں، کیوں کہ محبت اور عقیدت کی نظر، جہاں مخدوموں کی بہت سی خامیوں کے دیکھنے سے قاصر رہتی ہیں، وہاں بدگمانوں کی نگاہیں، سب سے پہلے ان ہی پر پڑتی ہیں، اور ان کے تکرار و اعادے میں ان کو ایسی لذت ملتی ہے کہ وہ ممکن کمالات سے بھی اغماض برت جاتی ہیں، لیکن یہ دونوں باتیں درحقیقت نفسیاتِ فطرت کے مطابق ہیں۔

اور اس میں معتقد و منتقد دونوں معذور ہیں۔ **فعین الرضا عن کل عیب کلیلة و لکن عین السخط تبدی المساویا**۔

رضامندی کی آنکھ، ہر عیب کے مشاہدے سے قاصر رہتی ہیں، لیکن ناراضی کی آنکھ برائیوں ہی کو ظاہر کرتی ہیں۔

بہ ہر حال شبلی، شبلی تھے، جنید و شبلی نہ تھے۔

مولانا کا رنگ ان قدیم علمائے دین کا نہ تھا، جن کا پاک مشغلہ صرف خانقاہوں میں رشد و ہدایت اور مدرسوں میں درس و تدریس ہے، اگر ایسا ہوتا، تو ایسے بزرگوں کے تذکروں کے لکھنے کا جو پرانا دستور چلا آتا ہے، تذکرہ نگار کو اس سیدھے راستے پر چلنے میں کوئی دشواری پیش نہ آتی، بلکہ یہ عہدِ جدید کے سب سے پہلے عالم کی زندگی کے سوانح ہیں، جن میں قدیم کے ساتھ ایسے جدید رجحانات بھی پہلو بہ پہلو ہیں، جو عہدِ قدیم کی مانوس نگاہوں میں کبھی کبھی کھٹک پیدا کردیتے ہیں، کیوں کہ ان کے عہد میں ایک نئے دور کی بنیاد پڑی، اس لیے وہ قدیم و جدید کے ایک ایسے سنگم بنے، جس میں دونوں دریاؤں کے دھارے آ کر مل گئے تھے۔ **مرج البحرین یلتقیان**۔ اور اسی لیے ان کی زندگی کے کارنامے گزشتہ علمائے دین کے کارناموں سے نسبتاً مختلف ہیں۔ (حیاتِ شبلی، ص۹،۱۰، مطبوعہ: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا، ایڈیشن: 1993ء)

www.idaraghufran.org

اس کے بعد مولانا سید سلیمان ندوی صاحب "حیاتِ شبلی" کے دیباچے میں فرماتے ہیں:

انگریزوں کے برسرِ عروج آتے ہی تین طرف سے حملوں کا آغاز ہوا، عیسائی مشنریوں نے اپنی نئی نئی سیاسی طاقت کے بل بوتے پر اسلام کے قلعہ روئین پر حملے شروع کر دیے۔

دوسری طرف ہندوؤں میں آریہ تحریک نے اپنے سابق مسلمان حکمران سے نجات پا کر اُن پر حملہ کی جرأت پائی، اور سب سے آخر میں یورپین علوم وفنون وتمدّن کی ظاہری چمک دمک مسلمانوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے لگی، خدا نے عیسائیوں کے مقابلے کے لیے مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی، ڈاکٹر وزیر خاں صاحب (آگرہ) اور اس کے بعد مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، مولانا رحمت علی صاحب منگلوری، مولانا عنایت رسول صاحب چڑیاکوٹی، مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری (سابق ناظم ندوۃ العلماء) وغیرہ اشخاص پیدا کیے، جنہوں نے عیسائیوں کے تمام اعتراضات کے پرزے اڑا دیے، اور خصوصیت کے ساتھ ڈاکٹر وزیر خان صاحب اور مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کا وجود تو ردِّ عیسائیت کے باب میں تائیدِ غیبی سے کم نہیں، اور کون باور کرسکتا تھا کہ اس وقت پادری فنڈر کے مقابلے کے لیے ڈاکٹر وزیر خان جیسا آدمی پیدا ہوگا، جو عیسائیوں کے تمام اسرار کا واقف اور ان کی مذہبی تصنیفات کا ماہر کامل، اور عبرانی و یونانی کا ایسا واقف ہوگا، جو عیسائیوں کو خود انھی کی تصنیفات سے ملزم ٹھہرائے گا، اور مولانا رحمت اللہ صاحب کے ساتھ مل کر اسلام کی حفاظت کا ناقابلِ شکست قلعہ دم میں کھڑا کر دے گا۔

آریوں کے دیانند سرسوتی کے مقابلے کے لیے خاص طور سے مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور بھی تائیدِ غیبی ہی کا نشان تھا، اور پھر جس طرح عقائدِ حقہ کی اشاعت اور ردِّ بدعات کا اہم کام مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور اس جماعت کے دیگر مقدس افراد کے ذریعے انجام پایا، اس کے آثارِ باقیہ بھی ہماری

www.idaraghufran.org

نگاہوں کے سامنے ہیں۔

یورپ کی نئی نئی سائنس اور قوانینِ فطرت کے نئے نئے اسرار کے انکشاف نے جو شبہات پیدا کیے، ان کا اصلی جواب تو وہ علماء دے سکتے تھے، جو ہمارے متکلمین کی طرح، جو قدیم فلسفے میں ماہر تھے،اس زمانے کے نئے علوم اور نئی تحقیقات سے واقف ہوتے،مگر بہ ہر حال مالا یدرک کلّہٗ لا یترک کلّہٗ ،کے اگر پورا نہ مل سکے،تو ادھورا ہی سہی کے اصول کے مطابق ان ہی لوگوں میں سے جو گو نیم عالم تھے،سرسید، مولوی چراغ علی،مولوی کرامت علی صاحب جون پوری وغیرہ چند ایسے اشخاص کھڑے ہوئے، جنھوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس فرض کو ادا کرنا چاہا،اوران سے بہتوں کو ایک معنیٰ کر فائدہ بھی پہنچا،لیکن چونکہ وہ باقاعدہ عالم نہ تھے،اورنہ علمائے حق کی صحبتوں سے مستفید تھے،انھوں نے اپنے کاموں میں جگہ جگہ غلطیاں کیں،اور ایسی تاویلوں کے شکار ہوئے، جو حقیقت سے بہ مراحل دور تھیں،ان کی غلطیوں کا سبب ایک ہی تھا،اور وہ یہ کہ وہ اپنے زمانے کی طبعی تحقیقات اور ان کے قیاسی نتائج کو یقینی اور قطعی مان کر مسائلِ شرعیہ کو ان کے مطابق پیش کرنے لگے،اور یہ وہی غلطی تھی،جس میں بہ مقابلۂ فلسفۂ یونان تیسری اور چوتھی صدی میں باطنیہ فرقے کے علماء اور مصنفین مبتلا ہوچکے تھے(اخوان الصفا، بوعلی سینا وغیرہم)ان کا یہ کہنا تھا کہ علماء وفلاسفہ جو کچھ کہتے ہیں، وہی انبیاء اور رسل علیہم السلام کہتے ہیں،اس لیے دونوں میں ایسی تطبیق دی جائے کہ انبیاء کا کلام کسی نہ کسی تاویل سے حکماء وفلاسفہ کے خیال کے مطابق ہوجائے،لیکن متکلمین اہلِ سنت نے یہ غلط راستہ اختیار نہیں کیا، بلکہ یہ کیا کہ انبیاء علیہم السلام نے جو کچھ فرمایا،اس کو قطعی ویقینی مان کر حکماء وفلاسفہ کے ان مسائل کی جو قطعاً مخالف تھے، دلائل سے غلطی ثابت کی،اور جو کسی قدر صحیح ہوسکتے تھے،اس کی تاویل کردی،اور جو تمام تر مطابق تھے،یا کم از کم مخالف نہ تھے،یا انبیاء علیہم السلام نے ان سے نفیاً یا اثباتاً بحث

www.idaraghufran.org

ہی نہیں کی تھی،ان کی توثیق کی۔

اس سے آگے بڑھ کر ایک اور دور آیا، جب یورپ کے مستشرقین نے مسلمانوں کی تصنیفات کو پڑھ کر اور اُن کے علوم کو سیکھ کر اسلام اور مسلمانوں کے علوم وتاریخ وتمدن کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا،اوران کے یہ اعتراضات بڑی تیزی کے ساتھ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں سرایت کرنے لگے،اس دور میں اسلام کی خدمت کی سعادت جس کے حصہ میں آئی،وہ ہمارے ان اوراق کا ہیرو ہے۔

مولانا شبلی مرحوم کا کام متعدد وجوہ سے اہمیتِ خاص رکھتا ہے،مرحوم جن معترضین کے جواب کے لیے اٹھے، وہ ان پڑھ مشنریوں میں نہ تھے،اور نہ مناظرانہ یا الزامی جواب ان کے لیے کافی تھے،ان کے جواب دینے کے لیے ضرورت یہ تھی کہ ایک ایک کونے سے نادر کتابوں کی تلاش اور ورق گردانی کی جائے،ان کے بنائے ہوئے حوالوں کی غلطی اور کم زوری بتائی جائے،اوراس کے بالمقابل اسلامی علوم وفنون اور تاریخ وتمدّن کے شان دار واقعات اور اہم کارناموں کو ابنائے زمانہ کے سامنے لایا جائے،تاکہ اسلام کی تاریخی وتمدنی عظمت اور علمی جلالت سب کے سامنے آجائے،جس سے قوم کے افسردہ دلوں میں ازسرِ نوتازگی اور امنگ بھی پیدا ہو،اور دشمنوں کو اپنے اعتراضات کی بے مایگی کا بھی اندازہ ہو۔(حیاتِ شبلی،بعنوان''دیباچہ''ص۱۴تا۱۷،مطبوعہ:دارالمصنفین شبلی اکیڈمی،اعظم گڑھ،انڈیا،ایڈیشن:1993ء)

مذکورہ عبارت سے مولانا شبلی نعمانی صاحب کی امتیازی خدمات پرروشنی پڑتی ہے۔

حیاتِ شبلی میں ہی آگے چل کر پھرایک جگہ سید سلیمان ندوی صاحب فرماتے ہیں:

ان (الغزالی،سوانح مولائے روم،علم الکلام اور الکلام) کتابوں میں دوقسم کی کمیاں محسوس ہوتی ہیں،ایک یہ کہ جدید علوم ومسائل سے ان کی واقفیت بھی محض سنی سنائی ہی تھی،یا ثانوی درجے کی تھی،اس لیے وہ ان مقامات کی پوری تحدید نہ کرسکے، جہاں سے اسلامی مسائل پرزَد پڑتی تھی،دوسری کمی یہ ہوئی کہ انھوں نے اسلام کے صحیح عقائد

www.idaraghufran.org

کو متکلمین وحکمائے اسلام کی کتابوں سے چن کر ریک جا کیا، حالانکہ ان کا اصلی سرچشمہ کتابِ الٰہی اور سنتِ نبوی تھی، اگر یہ دونوں چیزیں براہِ راست سامنے رکھی جاتیں، تو منزلِ مقصود کا صحیح پتہ لگ جاتا، اخیر زمانے میں علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کے مطالعے نے یہ نقطۂ نظر ان کے سامنے کر دیا تھا، مگر تصنیفی عمل کا وقت گزر چکا تھا، البتہ ''سیرتِ نبوی'' کی تکمیل کا موقع ان کو ملتا، تو ضرور وہ اس کی تلافی کرتے۔(حیاتِ شبلی صفحہ۲۲،''دیباچہ'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخ طبع: 1993عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ نے انتہائی احسن طریقے پر اپنے استاذِ محترم مولانا شبلی نعمانی صاحب کی مندرجہ بالا کتابوں میں محسوس ہونے والی کم زوری کا اظہار کر دیا ہے، لہٰذا مذکورہ کتابوں کو ملاحظہ کرتے وقت، ان پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''الفاروق'' کی نسبت یہ کہنا سچ ہے کہ اس میں حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی زندگی کا خاکہ پوری طرح نہیں ابھارا گیا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ خاکہ تو ہماری قدیم کتابوں میں بحمد اللہ پوری طرح موجود ہی ہے، مصنف نے صرف اس گوشہ کو اُجاگر کیا ہے، جو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا، اور جس کی ضرورت ان کے عہد میں بہت شدید تھی، چنانچہ یہ اعتراف ناگزیر ہے کہ ''الفاروق'' نے کتنے گرتوں کو تھام لیا، اور کتنے دلوں میں اسلام کی صداقت کا بیج بو دیا، اسی طرح اس میں بعض اغلاط کا وجود اور بعض جوابی نظریوں کی کم زوری بھی مصنف کی بشریت کی حامل ہے، **والعصمة للّٰه وحدهٗ**۔(حیاتِ شبلی صفحہ۳۲''دیباچہ'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخ طبع: 1993عیسوی)

مولانا شبلی نعمانی صاحب کی تالیف ''الفاروق'' پر اور بھی اہلِ علم واہلِ فکر حضرات نے تنقید کی تھی۔ ہمارے خیال میں اس کتاب پر مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے جو تبصرہ فرمایا ہے، نہایت معتدل ہے۔

سرسیداورشبلی کے کام کا عہدانیسویں صدی عیسوی کا نصفِ دوم ہے۔اس عہد میں یورپ کے تمدن، معاشرت،اورگڈ گورننس یعنی عمدہ نظامِ ریاست وحکومت کا چرچا تھااوراس راہ سے ان کے مشنری، تعلیمی وابلاغی ادارے اپنی محکوم قوموں کورام کررہے تھے۔نیز مستشرقین اپنی جدید تاریخ کی انھی چیزوں کولے کراسلام کے اشخاص،اعلام اوراحکام کودوربینی نظر سے ملاحظہ کرکرکے،بال کی کھال اتاراتارکردنیاکے سامنے ہدف تنقید وملامت بنارہے تھے۔سرسید نے اپنے انداز میں مستشرقین کی ان دسیسہ کاریوں اور بدیسی سامراج یعنی فرنگی حکمرانوں کی مسلمانوں پرغیظ وغضب وناراضگی کو معذرت خواہانہ رویہ اپنا کر دفاع کرنا اپنا وطیرہ بنایااور مذہبی مسائل میں بے جا تاویلات کیں،اور شبلی مرحوم نے رسالہ ندوہ،الفاروق،المامون،الغزالی وغیرہم میں مسلمانوں کے شان دار ماضی، ان کے عہدِ تمدن،معاشرت اورنظم حکمرانی کا دفاع کیا۔

بعض اہلِ علم حضرات کومولانا شبلی نعمانی صاحب سے اس بنیاد پربھی اختلاف ہے کہ انھوں نے سرسیداحمد صاحب کی شان میں قصیدہ کہا تھا،جوکہ سرسیداحمد خان صاحب اپنے مخصوص غیر معتدل افکارکے باعث اس کے مستحق نہیں تھے۔

لیکن اس سلسلے میں پہلے تو مولانا سیدسلیمان ندوی صاحب کی وضاحت ملاحظہ فرمالیناچاہیے۔

مولانا سیدسلیمان ندوی صاحب،مولانا شبلی نعمانی صاحب کی طرف سے سرسیداحمد خان کے حق میں قصیدہ کہنے کے متعلق فرماتے ہیں:

> قصیدہ میں سرسید کی صرف دوباتوں کی تعریف ہے،ایک اُن کے حسب ونسب وسیادت کی،اور دوسرے اُن کے قومی کاموں کی،ان دونوں باتوں کے بیان میں کسی قسم کا مدّاحانہ غلواور پیشہ ورشاعروں کی طرح گداگرانہ مذلت وابتذال نہیں۔(حیاتِ شبلی صفحہ ۱۲۰،"ولادت اور تعلیم وتربیت"ناشر:دارالمصنفین،شبلی اکیڈمی،اعظم گڑھ،تاریخِ طبع:1993عیسوی)

دوسری بات یہ ہے کہ مولانا شبلی نعمانی صاحب نے ایک عرصے تک،سرسیداحمد صاحب کے کالج میں کام کیا ہے،اورسرسیداحمد صاحب اس کالج کے سربراہ تھے۔

سربراہ ہونے کی حیثیت سے کسی کی شان میں اس طرح کی مدح کرنا،اس کے افکار سے متفق

www.idaraghufran.org

ہونے کی دلیل نہیں۔

تیسرے سرسید صاحب میں بعض اوصاف قابلِ مدح بھی تھے، جن کی حضرت تھانوی وغیرہ نے بھی تحسین کی ہے۔

چوتھے اس وقت تک سرسید کے متعدد افکار کے غلط ہونے پر بعض حضرات کو آ گاہی بھی نہیں ہوئی تھی، یا ان کے افکار کا اس درجہ خطرناک اور زائغانہ ہونا، بعض حضرات پر ظاہر نہ ہوا تھا، جس کا علم بعد میں ہوا۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ حیاتِ شبلی میں ہی فرماتے ہیں:

سرسید پر تنقید کے لیے مولانا شبلی نعمانی صاحب کی زبان کالج میں آنے کے چند سال بعد کھل چکی تھی۔

اس کے بعد دوسرا سبب مذہبی اختلاف ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سرسید کی صحبت میں مولانا میں جو پہلے ہی سے علوم عقلیہ سے دل چسپی رکھتے تھے، مذہبی عقل پسندی آ گئی تھی، اور عقل و نقل کی تطبیق کا ذوق پیدا ہو گیا تھا، اور اشاعرہ کے بہت سے مسائل کی خامیاں یا غلطیاں اُن کو نظر آنے لگی تھیں، مگر یہ قطعاً غلط ہے کہ وہ معتزلی بن گئے تھے، بلکہ بات یہ ہے کہ وہ شدید حنفی تھے، اور اسی اصول پر وہ علمِ کلام کی طرف جھکے، تو ماتُریدیت پر آ کر رُکے، بہ ہر حال یہ بحث اپنے موقع پر آئے گی۔

لیکن اس عقلیت پسندی کے باوجود وہ ماشاء اللہ دینیات پر عبور رکھتے تھے، اور کلام و محاوراتِ عرب کے پوری طرح ماہر تھے، اس لیے سید صاحب اپنی تفسیر اور اپنے مضامین میں جو تاویلات کیا کرتے تھے، ان کے لیے وہ مولانا سے جس قسم کی معلومات چاہتے تھے، وہ گو ان کے لیے مہیّا کر دیتے تھے، مگر وہ خود اُن کی اس قسم کی تاویلات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (حیاتِ شبلی، ص۲۸۴، ۲۸۵، مطبوعہ: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، انڈیا، ایڈیشن: 1993ء)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

www.idaraghufran.org

تصادم سے بچنے کے لیے سرسید کی زندگی بھر، مولانا نے عقائد پر کوئی کتاب کیا، کوئی رسالہ یا مضمون تک نہیں لکھا، سرسید اپنے ''تہذیب الاخلاق'' کے لیے تقاضا کرتے، تو ٹال جاتے۔(حیاتِ شبلی صفحہ۲۸۶،''سفرنامہ کلیات اور رسائل 1892 عیسوی'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع:1993 عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

سرسید اپنی تفسیر کا ترجمہ عربی میں کرانا چاہتے تھے، اور اس کے لیے ان کی نظر بار بار مولانا شبلی پر پڑتی تھی، مولانا سے جب اس کا ذکر آیا، تو انھوں نے اپنی مصروفیتوں کا عذر کیا، اس کے بعد مولانا کے ماموں زاد بھائی اور شاگرد مولانا حمید الدین فراہی پر نگاہ پڑی، جو اس زمانے میں عربی کی تکمیل کے بعد کالج میں پڑھتے تھے، اور جنھوں نے سرسید کے حکم سے ''طبقات ابنِ سعد'' کے ایک حصہ کا فارسی ترجمہ کیا تھا، مگر مولانا حمید الدین صاحب نے انکار کیا، اور جب سرسید نے اس کی وجہ پوچھی، تو صاف کہہ دیا کہ وہ اس باطل کی اشاعت میں ''تعاون علی الاثم'' کے گناہ میں مبتلا ہونا نہیں چاہتے، مولانا حمید الدین صاحب کی اس صاف گوئی سے گو مولانا شبلی کا کوئی تعلق نہ تھا، مگر سرسید کی بدگمانی میں اس سے اضافہ ہوا۔(حیاتِ شبلی صفحہ۲۸۸،''سفرنامہ کلیات اور رسائل 1892 عیسوی'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع:1993 عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

مسلمانوں کی موجودہ بیماریوں کا علاج ایک (سرسید) کے نزدیک یہ تھا کہ مسلمان مذہب کے سوا ہر چیز میں انگریز ہو جائیں (یہ تصریح سرسید کی تحریروں میں ہے۔سلیمان ندوی) اور دوسرے (مولانا شبلی) کے نزدیک یہ تھا کہ صحیح اسلامی عقائد و اخلاق کی حفاظت اور بقا کے ساتھ ساتھ نئے زمانے کی صرف مفید باتوں کو قبول کیا جائے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ ہے کہ مولانا (شبلی) نے ندوہ کے کسی جلسے میں یا کہیں اور ایک تقریر میں فرمایا تھا کہ ''دوسری قوموں کی ترقی یہ ہے کہ آگے بڑھتے جائیں، آگے

www.idaraghufran.org

بڑھتے جائیں، لیکن مسلمانوں کی ترقی یہ ہے کہ وہ پیچھے ہٹتے جائیں، پیچھے ہٹتے جائیں، یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صف سے جا کر مل جائیں'' سرسید کو ان کی اس تقریر پر بڑا غصہ آیا، کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ اس وقت مسلمانوں کو اس قسم کی نصیحتیں اس راستے سے پیچھے ہٹا دیں گی، جس پر وہ لے جانا چاہتے ہیں، چنانچہ اس کے خلاف، انھوں نے سخت مضمون لکھا۔ (حیاتِ شبلی صفحہ ۲۹۰، ''سفر نامہ کلیات اور رسائل 1892 عیسوی'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع: 1993 عیسوی)

مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی صاحب کو سرسید احمد کے جملہ افکار سے اتفاق نہ تھا، بلکہ اختلاف تھا اور مولانا حمید الدین فراہی صاحب کو بھی اختلاف تھا۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

مولانا (شبلی نعمانی صاحب) کی مذہبی زندگی میں مختلف تغیرات پیدا ہوتے رہے، ابتدا میں وہ ایک متعصب حنفی اور متشدد مولوی تھے، غیر مقلدوں سے مناظرے کرتے تھے، ان کی تردید میں رسالے لکھتے تھے، خود فرائض وسنن کے سخت پابند تھے، اور دوسروں سے نہایت سختی کے ساتھ ان کی پابندی کراتے تھے، فریضۂ حج سے تو زمانۂ طالب علمی ہی میں مشرف ہو چکے تھے، اور دوسرے فرائض کا بھی نہایت شدت سے اہتمام کرتے تھے۔ (حیاتِ شبلی صفحہ ۸۱۴، ''اخلاق وعادات'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع: 1993 عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

علی گڑھ جا کر ان کی مذہبی زندگی میں جو انقلاب پیدا ہوا، اس کے متعلق لوگوں کے دلوں میں عجیب عجیب بدگمانیاں ہیں، اور عوام بلکہ علماء تک کا خیال ہے کہ وہ علی گڑھ میں جا کر وضع، قطع، عقائد و اعمال کے لحاظ سے معاذ اللہ! بالکل آزاد خیال نیچری ہو گئے تھے، لیکن یہ تمام تر خلافِ واقعہ ہے، یہ بالکل سچ ہے کہ علی گڑھ جا کر ان کے مذہبی خیالات میں بہت کچھ وسعت اور آزادی پیدا ہو گئی تھی، یہ بھی سچ ہے کہ جس شدت کے ساتھ وہ

www.idaraghufran.org

پہلے پابند تھے، علی گڑھ میں وہ اہتمام وتشدد باقی نہیں رہا، بلکہ حیدرآباد تک یہی حال رہا، اور یہ متکلمین کی ہر قسم کی کتابوں کے مطالعے کا نتیجہ تھا، اور کچھ ماحول کا اثر بھی، لیکن اس پر بھی ان کی حنفیت کا غلو اپنی جگہ قائم رہا۔ (حیاتِ شبلی صفحہ ۸۱۶،''اخلاق وعادات'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع:1993 عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

وضع قطع کے لحاظ سے مولانا (شبلی) اگرچہ کوئی متقشف مولوی نہیں معلوم ہوتے تھے، تاہم انگریزی لباس انھوں نے کبھی استعمال نہیں کیا۔ (حیاتِ شبلی صفحہ ۸۱۷،''اخلاق وعادات'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع:1993 عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

تاہم عقائد وخیالات کے لحاظ سے وہ عقلیت پسند تھے، لیکن اُن کی عقلیت پسندی کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ احکامِ مذہبی کو مصالح وحِکم پر مبنی سمجھتے تھے، اسی لیے وہ احکامِ الٰہی کی مصلحتوں اور حکمتوں کی تلاش میں رہتے تھے، اور اشاعرہ کے اس خیال کے کہ احکامِ الٰہی کا منشا محض مشیتِ الٰہی ہے، اور وہ کسی مصلحت وحکمت پر مبنی نہیں، سخت مخالف تھے، اسی بنا پر لوگ یہ سمجھتے تھے کہ وہ معجزات کے بھی قائل نہ ہوں گے، کیوں کہ وہ خرقِ عادت پر مبنی اور خلافِ عقل ہوتے ہیں، لیکن یہ سوئے ظن قطعاً غلط ہے، وہ معجزات کے قائل تھے اور سرسید وغیرہ کی تاویلات کو دور از کار اور ملمع سمجھتے تھے۔ (حیاتِ شبلی صفحہ ۸۱۸، ۸۱۹، ''اخلاق وعادات'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع:1993 عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

لیکن بایں ہمہ وہ بات بات کو معجزہ نہیں مانتے تھے، ان کے نزدیک معجزات کے ثبوت کے لیے قطعی شہادت کی ضرورت تھی، اور قرآن مجید چونکہ قطعی الثبوت ہے، اس لیے اس میں جہاں خرقِ عادت کا ذکر ہوگا، واجب التسلیم ہوگا۔

لیکن مولانا کے نزدیک یہ امر نہایت غور اور دقتِ نظر سے طے کرنا پڑے گا کہ فی الواقع

www.idaraghufran.org

قرآن مجید کے الفاظ اس کے ثبوت میں قطعی الدلالۃ ہیں یا نہیں، مفسرین میں بقول مولانا، جو محقق گزرے، مثلاً قفال، ابومسلم اصفہانی، ابوبکر اصم وغیرہ، ان کی تحقیقات کے مطابق قرآن مجید میں بہت کم خرقِ عادت مذکور ہیں، اور جو واقعی مذکور ہیں، ان کی صحت سے کس کو انکار ہوسکتا ہے۔

ان کا یہ خیال ''الکلام'' کے لکھتے وقت یعنی 1902 عیسوی سے 1904 عیسوی تک تھا، لیکن سیرت کی تصنیف کے وقت وہ اپنے پچھلے خیال سے پھر چکے تھے، چنانچہ احادیثِ صحیحہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معجزات مذکور ہیں، ان کا ذکر خود سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دوجلدوں میں کیا ہے، اور مقدمے میں لکھ بھی دیا ہے ''البتہ جن معجزات کی تاریخ اور سنہ متعین ہے، مثلاً معراج اور تکثیرِ طعام وغیرہ، ان کو اس سنہ کے واقعات میں لکھ دیا''۔(خاتمہ دیباچہ سیرت، جلد اول)

وہ ''جن'' اور'' شیطان'' کے وجود کو بھی تسلیم کرتے تھے، لیکن ان کے متعلق عوام جو واقعات بیان کرتے ہیں، ان کو وہم پرستی سمجھتے تھے، چنانچہ علامہ ابنِ تیمیہ کے حال میں ان کا جو مضمون ہے، اس میں لکھتے ہیں ''جن'' کے وجود سے انکار نہیں، لیکن ''جن'' یوں صورت بدل کر لوگوں کے پاس آیا جایا نہیں کرتے''۔(مقالاتِ شبلی، ج۵ص۷۳)

اس سے شاید مولانا کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ دوسروں کی صورت بن کر نمایاں نہیں ہوا کرتے، ورنہ شخصیتوں سے امان اٹھ جائے، ہاں احادیث میں شیاطین کا یہ تبدیلِ صورت نظر آنا صاف وصریح مذکور ہے۔

وہ گو فرشتوں کے وجود کے پہلے بھی قائل تھے، لیکن اس کے ساتھ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ملائکہ کا اطلاق حسبِ تصریح مولانا روم ومولانا بحرالعلوم شارح مثنوی بعض ملکاتِ نبوی اور ملکاتِ بشری پر بھی ہوا ہے، جیسا کہ سوانح مولانا روم میں انھوں نے لکھا ہے، لیکن سیرت کی تالیف کے زمانہ میں اس حقیقت کے چہرہ سے بھی پردہ اٹھ چکا تھا، اور جبریلِ امین اور دوسرے فرشتوں کے مستقل شخصی وجود کے نام ان کی اس کتاب میں

www.idaraghufran.org

اسی طرح آئے ہیں، جس طرح عام مسلمان مانتے ہیں۔

حشر ونشر، جنت اور دوزخ اور واقعاتِ مابعد الموت کے متعلق جہاں تک ان کی قدیم کلامی تصنیفات کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے، وہ اپنی کلامی مشغولیتوں کے زمانے میں ان چیزوں کو فقط روحانی سمجھتے تھے، مگر جب سے انھوں نے ادھر چند اخیر برسوں میں سیرۃ النبی کے تعلق سے احادیث کا مطالعہ شروع کیا تھا، ان کے خیالات میں بڑا انقلاب پیدا ہوگیا تھا، ان کے ذہن وعقل کی دنیا ہی بدل گئی تھی، ان کے اس انقلاب میں علامہ ابنِ تیمیہ کی تصنیفات کو بڑا دخل ہے۔

بدعات سے ان کو ہمیشہ سخت نفرت تھی، بدعاتِ شعبان ومحرم کا ان کے ہاں پتہ بھی نہ تھا۔ (حیات شبلی صفحہ ۸۲۱ تا ۸۲۳، ''اخلاق وعادات'' ناشر: دار المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع: 1993 عیسوی)

مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوا کہ مولانا شبلی نعمانی صاحب کے عقائد وافکار، بعینہٖ سرسید احمد خان صاحب والے نہیں تھے، اوران کو مذہبی وفکری اعتبار سے سرسید احمد خان صاحب کے ساتھ جوڑنا مبنی بر انصاف نہیں، تاہم فردِ بشر ہونے کی حیثیت سے بعض کمزوریاں مولانا شبلی میں ضرور پائی جاتی تھیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''الکلام'' میں مولانا نے ملحدین کے بہت سے اعتراضات نقل کرکے ان کے جواب دیے ہیں، بعض لوگوں نے دیدہ ودانستہ، یا نادانستہ ان اعتراضات کو مولانا کے عقائد میں داخل کردیا۔

1914 عیسوی میں معاملاتِ ندوہ کی تحقیقات کے لیے دہلی میں جلسہ ہوا، اس میں بعض مخالف علماء نے ان ہی عقائد کی بنا پر ان پر کفر کا فتویٰ لگایا، اور ظاہر کیا کہ وہ مادے کو قدیم اور غیر مخلوق اور نبوت کو اکتسابی سمجھتے ہیں۔

اس پر سید عبدالسلام صاحب مرحوم، مالکِ مطبع فاروقی، دہلی نے مولانا سے اس کے

www.idaraghufran.org

متعلق سوال کیا، مولانا نے اس کا یہ جواب لکھا: ”جس کا یہ عقیدہ ہو کہ مادہ قدیم ہے اور خدا کا مخلوق نہیں ہے، وہ ملحد اور زندیق ہے۔ میں مادے کو نہ قدیم بالذات تسلیم کرتا ہوں نہ قدیم بالزمان۔ البتہ یہ مانتا ہوں کہ خدا کے تمام اوصاف قدیم ہیں۔

الکلام میں اگر اس قسم کے اقوال مذکور ہیں تو وہ غیر مذہب والوں کے عقائد ہیں اور اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ ان کا رَد کیا جائے۔

نبوت کے متعلق میرا ہرگز یہ اعتقاد نہیں ہے کہ وہ اکتسابی ہے، اور ہر شخص نبی ہوسکتا ہے، میں نبوت کو عطیہٴ الٰہی سمجھتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتا ہوں، اور جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ آنحضرت کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے، اس کو مسلمان نہیں جانتا۔

باقی میرے عقائد وہی ہیں، جو قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہیں، میں عقیدتاً اور فقہاً دونوں لحاظ سے اہلِ سنت و جماعت سے ہوں۔

اس اعلان میں آخری سطریں یوں ہی چھپی ہوئی ہیں، مگر چونکہ میں اس واقعے کے وقت حاضر تھا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی لکھا ہے، اس لیے مجھے علم ہے کہ اصل میں پہلے جو کچھ مولانا نے لکھا تھا، اس کی اخیر سطریں انھوں نے یہ لکھی تھیں، جو ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اب تک میرے پاس ہیں:

”باقی میرے عقائد وہی ہیں، جو حضراتِ حنفیہ کے عقائد ہیں، میں عقائدِ اسلام اور مسائلِ فقہیہ دونوں میں حنفی ہوں“۔ شبلی 9 مئی 1914 عیسوی۔

مگر چونکہ سید عبدالسلام صاحب اہلِ حدیث تھے، اس لیے ان کی درخواست پر مولانا نے وہ الفاظ رکھے، جو اعلان میں ہیں، یہ ان کی وفات سے صرف چھ مہینے پہلے کی تحریر ہے۔

جن صاحبوں نے عقلیت پسندی کی بنا پر ان کو معتزلی سمجھا، یا سمجھانا چاہا ہے، وہ غلطی پر ہیں، چنانچہ مولانا نے اس اعلان میں تمام صفاتِ الٰہی کے قدیم ہونے کا جو عقیدہ ظاہر

www.idaraghufran.org

کیا ہے، وہ معتزلہ کا نہیں کہ وہ سرے سے صفات کو نہیں مانتے، اور نہ ذاتِ الٰہی کے سوا کسی چیز کو وہ قدیم مانتے ہیں، نہ اشاعرہ کا ہے کہ وہ صفاتِ فعلی کو حادث کہتے ہیں، بلکہ یہ خالص ماتریدیہ کا عقیدہ ہے، جیسا کہ کتبِ ماتریدیہ میں مذکور ہے۔

''وہ عقیدتاً بھی حنفی تھے'' یہ فقرہ ذرا تشریح طلب ہے، آج عام طور سے حنفی اور غیر حنفی مسلمان سب گویا اشعری ہیں، یا اشعری سمجھتے جاتے ہیں، مگر شروع میں یہ کیفیت نہیں تھی، حنبلی جس طرح عقائد میں امام احمد بن حنبل کے اور مالکی امام مالک کے پیرو تھے، اسی طرح شافعی عموماً امام شافعی کے بعد پیدا ہونے والے ایک شافعیُ المذہب امام ابوالحسن اشعری (المتوفیٰ:324ہجری) کے پیرو بنے، اور حنفی امام اعظم کے ایک شاگرد در شاگرد، امام ابو منصور ماتریدی حنفی (المتوفیٰ:333ہجری) کے مقلد ہوئے۔(حیات شبلی صفحہ ۸۲۲تا ۸۲۵، ''اخلاق وعادات'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع: 1993عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

مولانا مرحوم اپنی کتابوں میں سے علم الکلام کو بہت ناقص سمجھتے تھے، فرماتے تھے کہ ''مجھے افسوس رہ گیا کہ جس تفصیل سے اشاعرہ کے علمِ کلام کا ذکر میں نے کیا، ماتریدیہ کا کیوں نہیں کیا'' اور اس کی وجہ یہ بتاتے تھے کہ انھوں نے اس کتاب کو علالت کے زمانے میں لکھا، جس کے سبب سے پوری تفصیل نہ کی جاسکی، اور شاید یہ بھی وجہ ہو کہ علمائے احناف نے علمِ کلام پر بہت کم کتابیں تصنیف کیں۔(حیات شبلی صفحہ۸۲۸، ''اخلاق وعادات'' ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع:1993عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''غرض الکلام'' لکھتے وقت اُن پر سب سے زیادہ غزالی کا اور پھر رازی کا اثر تھا، لیکن اس کے بعد جب علامہ ابنِ تیمیہ کی کتابیں چھپ چھپ کر آنے لگیں، تو علامہ ممدوح کا اثر اُن پر غالب آنے لگا، اس اثر کا آغاز علامہ ابنِ تیمیہ کی کتاب ''الرد علی

www.idaraghufran.org

المنطقیین ‘‘سے شروع ہوا،اورآخر یہاں تک بڑھا کہ وہ جولائی **1914** عیسوی میں یعنی وفات سے چار ماہ پہلے مجھے لکھتے ہیں کہ’’تم نے شروع کردیا،تو خیر،ورنہ ابنِ تیمیہ کی لائف فرضِ اولین ہے، مجھے اس شخص کے سامنے رازی وغزالی سب ہیچ نظر آتے ہیں،ان کی تصنیفات میں ہر روز نئی باتیں ملتی ہیں‘‘۔

آخر میں مجھ سے فرماتے تھے کہ’’میں اب ہر چیز میں ابنِ تیمیہ کا ہاتھ پکڑکر چلنے کو تیار ہوں‘‘۔

آخر زمانے میں ان میں روحانی جستجو کی خلش پیدا ہوگئی تھی، اسی زمانے میں بعض صوفیوں سے بھی ملاقاتیں کیں۔(حیاتِ شبلی صفحہ۸۳۱و۸۳۲،’’اخلاق وعادات‘‘ناشر:دارالمصنفین شبلی اکیڈمی،اعظم گڑھ،تاریخِ طبع:1993عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ مولانا، وجودِ باری کی ان فلسفیانہ دلیلوں کو جن کو متکلمین نے پیش کیا ہے، اعتراضات وشبہات سے بَری نہیں سمجھتے تھے، وجودِ باری کے اقرار کو فطری کہتے تھے، اوراس کو دلیلِ منطقی کا محتاج نہیں سمجھتے تھے،اوراس کے لیے قرآن پاک نے جو تنبیہی شہادتیں پیش کی ہیں،ان ہی کو مفیدِ یقین،یقین کرتے تھے۔(حیاتِ شبلی صفحہ۸۳۲،’’اخلاق وعادات‘‘ناشر:دارالمصنفین شبلی اکیڈمی،اعظم گڑھ،تاریخِ طبع:1993عیسوی)

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا شبلی نعمانی صاحب اوران کے افکار پر جس طرح سے روشنی ڈالی ہے،نہایت معتدل معلوم ہوئی،جس سے کئی اشکالات رفع ہوجاتے ہیں۔

اورمولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمہ اللہ حیاتِ شبلی کے آخر میں فرماتے ہیں:

ناظرین! آپ نے نوسوصفحوں تک میری رفاقت کی،اس اثنا میں آپ کے اس شریکِ سفراور رفیقِ نظر نے ایک مجسمۂ علم وفن اور پیکرِ خدمتِ دین وملت کی زندگی کا مرقع، جیسا کہ اس نے دیکھا،یادیکھنے والوں نے بتایا،کھینچ کرآپ کے سامنے پیش کیا۔

اس مرقع میں کہیں کہیں بشری کمزوریوں کی جھائیاں بھی موجود ہوں گی،لیکن مجموعی طور

سے حسن و جمال کا ایک غیر معمولی منظر بھی تصور کی آنکھوں کے سامنے ہوگا، آیئے ہم اور آپ اس کی دعاء کے لیے ہاتھ اٹھائیں، اورزبان سے کہیں ’’**اللھم اغفر لہٗ وارحمہ**‘‘ ؏

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

30اپریل 1941عیسوی۔

شبلی منزل، اعظم گڑھ

(حیاتِ شبلی صفحہ ۸۱۸، ’’اخلاق وعادات‘‘ ناشر: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، تاریخِ طبع: 1993عیسوی)

مولانا شبلی نعمانی صاحب کے متعلق مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے جو تفصیل بیان فرمائی، وہ ہمارے نزدیک کافی وافی، اورانتہائی معتدل، بلکہ بظاہر افراط وتفریط سے پاک ہے۔

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

ڈیجیٹل تصویر کے متعلق رائے

ایک خط

محترم جناب مولانا مفتی محمد رضوان صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ڈیجیٹل تصویر کے بارے میں آپ کا موقف کیا ہے، مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب کی ایک کتاب جس کا نام ''ڈیجیٹل تصویر اور ویڈیو کی حرمت پر تین سو سے زائد فتاویٰ جات وتحریرات اور جمہور علمائے کرام کا موقف'' نظر سے گزری، جس کے صفحہ 165 پر درجِ ذیل عبارت تحریر کی گئی ہے:

''شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم العالیہ راولپنڈی ''موبائل فون کے متعلق احکام وآداب'' کے تحت فرماتے ہیں:

''آج کل بعض موبائل ایسے چل گئے ہیں، جن میں تصویریں اخذ کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، اور انہیں کیمرے والا موبائل کہا جاتا ہے، اکثر علماء کی تحقیق کے مطابق ان کیمروں کی تصاویر شرعاً تصاویر کا حکم رکھتی ہیں، اس لیے موبائل فون کے ذریعے سے جاندار چیز کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا گناہ ہے ...... بعض علماء کی تحقیق کو بنیاد بنا کر بلاقید موبائل کیمرے کی تصویر کے مروجہ استعمال کو ہرگز بھی جائز نہیں کہا جاسکتا'' (ڈیجیٹل تصویر اور ویڈیو کی حرمت، الخ، ص ۱۶۵، مطبوعہ: مکتبہ حیدر کرار، نزد تبلیغی مرکز، تلہ گنگ، چکوال، طبع اول)

اس کی بھی وضاحت کردی جائے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خط کا جواب

مکرمی! وعلیکم السلام ورحمۃُ اللہ وبرکاتہٗ!

مولانا مفتی صاحب موصوف کی مذکورہ کتاب میں بندے کی کتاب کی جو عبارت ذکر کی گئی ہے، وہ

www.idaraghufran.org

نہایت مختصر وملخص ہے، جس کی وجہ سے بعض قارئین کو غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے، لہٰذا وہ پوری عبارت ذیل میں ذکر کی جاتی ہے۔

ماہنامہ ’’التبلیغ‘‘ میں جو مضمون اس سلسلے میں شائع ہوا تھا، اس کی مکمل عبارت درجِ ذیل ہے:

’’آج کل بعض موبائل ایسے چل گئے ہیں، جن میں تصویریں اخذ کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، اور انہیں کیمرے والے موبائل کہا جاتا ہے، اکثر علماء کی تحقیق کے مطابق ان کیمروں کی تصاویر، شرعاً تصاویر کا حکم رکھتی ہیں، اس لئے موبائل فون کے ذریعہ سے جاندار چیز کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا گناہ ہے، البتہ غیر جاندار چیزوں کی تصویر، مثلاً کسی خاص جگہ کی تصویر، اتارنا شرعاً گناہ نہیں، اور اگرچہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق موبائل فون کی سکرین پر آنے والی تصویر شرعی تصویر کا حکم نہیں رکھتی، اور انہوں نے مخصوص شرائط کے ساتھ موبائل فون میں جاندار چیز کی شکل محفوظ کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن عوام الناس میں جس انداز کے ساتھ کیمرے والے موبائلوں کا استعمال ہورہا ہے کہ نہ اس میں کسی شرط کی پابندی ہے اور نہ ضرورت وغیرہ کا لحاظ ہے، اور نہ ہی دوسرے کی تصویر لیتے وقت، اس کی اجازت واطلاع ہے، چپ چاپ دوسرے کی ایسے انداز میں تصویر کھینچ لی جاتی ہے، جس کا دوسرے کو علم بھی نہیں ہوتا، اور بعد میں دوسرے کی محفوظ شدہ تصویر کا تمسخر بنایا جاتا ہے اور مرد وعورت اجنبی اور نامحرم عورت ومرد سب ہی بعد میں اس کو دیکھتے ہیں، گویا کہ اس چیز کو ایک مشغلہ بنالیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ اس آزادی کے ساتھ تو ان علماء کے نزدیک بھی جائز نہیں، کیونکہ اس طرزِ عمل میں کئی گناہ اور خرابیاں ہیں، مثلاً دوسرے کا تمسخر واستہزاء، اجنبی مرد یا عورت کی شکل کا ایک دوسرے کو دیکھنا، بلاضرورت اس مہمل اور فضول کام میں پڑنا اور اس سے بڑھ کر اس کو ایک مشغلہ بنالینا اور اپنے اوقات کو ضائع کرنا، البتہ کسی خاص مجبوری اور ضرورت کی غرض سے اگر اتفاقاً کسی جاندار کی تصویر کا محفوظ رکھنا ضروری ہوجائے،

www.idaraghufran.org

مثلاً کسی کے نقصان سے بچنے کے لئے، یا دہشت گردی وغیرہ سے بچنے کی خاطر، کسی کی تصویر لینے کی ضرورت پیش آ جائے، تو اس کی گنجائش ہے، بشرطیکہ دیگر گناہوں اور خرابیوں سے بچا جائے اور ''بوقتِ ضرورت'' کے اصول پر عمل کیا جائے، لہٰذا بعض علماء کی تحقیق کو بنیاد بنا کر بلا قید موبائل کیمرے کی تصویر کے مروجہ استعمال کو ہرگز بھی جائز نہیں کہا جا سکتا، اور اس چیز کو ہر وقت کا جو عوام نے ایک مشغلہ بنا لیا ہے، یہ شرعاً جائز نہیں، اور کئی گناہوں کا مجموعہ ہے'' (ماہنامہ التبلیغ، مئی 2006ء، ربیع الثانی 1427ھ، صفحہ ۴۹، جلد 3، شمارہ 4)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بندہ کے نزدیک ڈیجیٹل طریقہ پر جاندار کی منظر کشی کرنے کا مسئلہ اختلافی واجتہادی ہے، اور اس کے مروجہ استعمال میں عامۃُ الناس کی طرف سے جو خرابیاں اور منکرات لازم آتے ہیں، وہ کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

اور آخر میں جو بعض علماء کی تحقیق کو بنیاد بنا کر ہرگز جائز نہ ہونے کا حکم بیان کیا گیا ہے، وہ مروَّجہ استعمال کی صورت میں ہے، جس کے منکرات کو پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

جبکہ مفتی صاحب موصوف کی کتاب میں اس عبارت کی جو تلخیص نقل کی گئی ہے، اس سے مطلقاً عدمِ جواز سمجھا جاتا ہے۔

حالانکہ بندہ ڈیجیٹل طریقہ پر جاندار چیز کی منظر کشی کا مسئلہ فی نفسہٖ مجتہَد فیہ سمجھتا ہے۔

اور یہ مضمون آج سے تقریباً چودہ سال پہلے کا ہے، جب اس موضوع پر زیادہ تحقیقی مواد سامنے بھی نہیں آیا تھا، اور اب اس موضوع پر کافی تحقیق ہو چکی ہے، اور مجوزین اہلِ علم حضرات کی بھی بڑی تعداد سامنے آ چکی ہے۔

بندے کا یہ موقف مزید وضاحت کے ساتھ، بعد میں متعدد مرتبہ شائع ہوا ہے، چنانچہ ماہنامہ ''التبلیغ'' کی چھٹی جلد کے پہلے شمارہ میں جو بندہ کا مضمون شائع ہوا، اس میں درجِ ذیل وضاحت صاف طور پر موجود ہے کہ:

دلائل دونوں طرف موجود ہیں، کیونکہ یہ مجتہد فیہ مسئلہ ہے، جس میں اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے، اور اجتہاد کا ثمرہ، اختلاف کی شکل میں بھی ظاہر ہو جایا کرتا ہے، اور اس

www.idaraghufran.org

میں بھی شبہ نہیں کہ جس چیز کے جائز وناجائز ہونے میں اختلاف پیدا ہوجائے، احتیاطی پہلو اس سے گریز واجتناب کرنے میں ہی ہوا کرتا ہے(ماہنامہ ''التبلیغ'' صفحہ ۵۰، جنوری2009ء- محرم ۱۴۳۰ھ،جلد6شمارہ 01)

مذکورہ مضمون میں احتیاطی پہلو کی وجہ سے اجتناب کا حکم لگایا گیا ہے، وہ بھی تصویر ہونے کی حیثیت سے۔

اس کے علاوہ بندہ کے مؤرخہ 15 جمادی الاخریٰ 1439 ہجری کے افادات وملفوظات میں اس کے متعلق ایک مضمون بھی ماہنامہ ''التبلیغ'' میں شائع ہوا تھا۔

جس کا ایک اقتباس درجِ ذیل ہے:

موجودہ دور کے بہت سے فقہی مسائل ایسے ہیں کہ وہ اجتہادی نوعیت کے ہیں، اوران میں علمائے عصراور مشائخِ فقہاء کا اختلاف حق وباطل کے بجائے فقہی واجتہادی نوعیت کا ہے،جس میں موجودہ دور کا غیر سودی بینکاری نظام بھی داخل ہے،اور موجودہ دور کی ڈیجیٹل تصاویر وغیرہ بھی داخل ہیں۔

اس طرح کے فقہی واجتہادی مسائل میں دلائلِ شرعیہ وفقہیہ کی بنیاد پر اختلاف کی وجہ سے کوئی محقق عالم، گناہ گار، گمراہ، یا اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خارج نہیں ہوجاتا، یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام رحمہم اللہ کے مابین سینکڑوں نہیں، ہزاروں مسائل میں ہر دور کے مسائلِ حاضرہ وعصریہ کے اندر اختلاف رہا ہے، اور بعض اختلافات شدید نوعیت کے بھی ہیں، لیکن چونکہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے جو بنیادی اصول ہیں، ان میں سب ایک دوسرے سے متفق ہیں، اس لیے وہ سب فرقۂ ناجیہ اور اہلُ السنۃ والجماعۃ میں داخل ہیں۔

بہت سے مسائلِ دینیہ اور فقہیہ میں اختلاف، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین بھی تھا، لیکن وہ حضرات فقہی واجتہادی اختلاف کے باوجود نہ دوسروں کی تحقیر کو جائز سمجھتے تھے، اور نہ ہی وہ اپنے ساتھ اختلاف کی وجہ سے دوسروں پر اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خارج، یا

www.idaraghufran.org

گمراہ اور گناہ گار وعاصی وغیرہ ہونے کا حکم لگاتے تھے، اور نہ ہی دوسرے کی تحقیر کو گوارا کرتے تھے۔

اسی طرح موجودہ دور میں غیرسودی بینکاری نظام کا بھی معاملہ ہے کہ یہ بھی اس دور کے فقہی واجتہادی مسائلِ حاضرہ وعصریہ میں سے ہے، اور موجودہ دور کے مستند متدین اور فقیہ متعدد علماء وفقہاء کی بڑی جماعت اس کے جواز کی قائل ہے، اور دوسرے حضرات اس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں، خواہ کسی کو ان حضرات میں سے کسی ایک جماعت کے دلائل زیادہ قوی اور وزنی محسوس ہوتے ہوں، لیکن اس کے باوجود دوسری جماعت کے قول کو قطعی باطل نہیں کہا جاسکتا، بلکہ ان سب کے باوجود وہ ظنی اور اجتہادی نوعیت کے دلائل پر مبنی ہی قول کہلائے گا۔

اسی طرح موجودہ دور کی مخصوص مثلاً ڈیجیٹل تصاویر کا بھی معاملہ ہے، جن کو علماء وفقہاء کی ایک جماعت حرام تصویر قرار دیتی ہے، اور دوسری جماعت حلال یا مکروہ تنزیہی قرار دیتی ہے، اور دونوں طرف کے اہلِ علم حضرات کے پاس اپنے اپنے موقف کے اجتہادی وفقہی وظنی دلائل ہیں، ان میں بھی کسی ایک جماعت کے قول کو قطعی وحتمی باطل نہیں کہا جاسکتا۔

رہا دلائل کے ذریعہ کسی ایک موقف کے قوی اور مضبوط یا راجح ہونے کا معاملہ، تو اس میں جس طرح کسی کے نزدیک ایک موقف کے دلائل قوی اور مضبوط یا راجح ہوسکتے ہیں، اسی طرح دوسرے کے نزدیک دوسرے موقف کے دلائل بھی قوی اور مضبوط یا راجح ہوسکتے ہیں۔

بلکہ اس طرح کے بہت سے مسائل میں جمہور کا موقف کسی ایک طرف رہا ہے، لیکن غیر جمہور کے قول کو صرف جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل نہیں کہا گیا، اور بڑے بڑے اہم مسائل میں طرفین سے مستقل رسائل اور کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں، جس میں قرائت خلف الامام اور رفع یدین اور آمین بالجہر وبالسر جیسے مسائل بھی ہیں، لیکن تمام

www.idaraghufran.org

تر دلائل کے بعد یہ مسائل اسی طرح مجتہَد فیہ سمجھتے جاتے رہے، جس طرح دلائل بیان کرنے سے پہلے تھے۔

ان مسائل میں دیگر اقوال کے حاملین کی نہ تو تحقیر کی گئی، نہ تذلیل کی گئی، بلکہ اہلِ حق کی طرف سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا رہا، اور ذکر کیا جاتا ہے، اور ان شاء اللہ ذکر کیا جاتا رہے گا۔

بزرگانِ سلف سے اجتہادی امور میں جو خطائیں ہوئیں، اہلِ حق نے تو ان کی وجہ سے بھی ان حضرات کو مطعون نہیں کیا، اور بدگمانی کا ارتکاب نہیں کیا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں کہ:

امورِ اجتہادیہ میں بزرگانِ سلف سے بھی بعض فروگزاشتیں ہوسکتی ہیں، لیکن ان کا اصل مسلک اور قصد اتباعِ سنت ہی تھا، جہلاء معترضین خواہ مخواہ ان کو متہم کرتے ہیں (ملفوظاتِ حکیم الامت، الافاضات الیومیہ من الافادات القومیۃ، ج۳ص۲۷۴، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1423ہجری)

ایک مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پہلے لوگوں کا یہ طرز تھا کہ اختلاف اپنی حد پر ہے، اور دوسرے کے کمالات بھی پیشِ نظر ہیں۔

اب تو ذرا ذرا بات میں اپنے مخالف کو کھلم کھلا برا بھلا کہتے ہیں، نہ کوئی علمی تحقیق ہے، نہ اصول پر مناظرہ ہے، گالیوں سے اور کفر کے فتووں سے رسالے بھرے ہوتے ہیں، کیا اس کو دین کی خدمت کہیں گے (ملفوظاتِ حکیم الامت، الافاضات الیومیہ من الافادات القومیۃ، ج۸ص۱۸۶، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425ہجری)

(ماہنامہ ''التبلیغ'' صفحہ۴۴، جون2018ء - رمضان المبارک1439ھ، جلد15 شمارہ9)

مکمل مضمون، مذکورہ ماہنامہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ ڈیجیٹل طریقہ پر جاندار چیز کی منظرکشی کے تصویر ہونے نہ

www.idaraghufran.org

ہونے کا مسئلہ فی نفسہٖ مجتہَد فیہ ہے۔

عوامُ الناس میں جس طرح سے اس کا بے ہنگم استعمال ہے،اس سے بچنے کی ترغیب دینی چاہیے، اور اگر کوئی منکرات سے بچتے ہوئے،منظر کشی کرے،اور کوئی ضرورت بھی نہ ہو،تو اس سے اجتناب کرنے میں احتیاط کا حکم لگانا مناسب ہے،لیکن دوسری طرف مسئلہ مجتہَد فیہ ہونے کی وجہ سے اس کے تصویرِ محرم ہونے کا حکم اوراس پر نکیر کرنے سے اجتناب کرنے میں احتیاط ہے۔

اورہم اس قسم کے اجتہادی واختلافی مسائل میں تشدد وتعصب کے روادار نہیں ہیں۔

فقط

وَاللہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ

محمد رضوان خان

30/شوال المکرّم/1441ھ 22/جون/2020 بروز پیر

ادارہ غفران،راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ　حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 54　مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کی دھمکیاں اور ''رجلِ مومن'' کی دعوت (حصہ پنجم)

''رجلِ مومن'' کی دعوت (شک کے قدیمی مرض کی نشاندہی)

''رجلِ مومن'' نے اپنے خطاب میں ان لوگوں کے شک کے قدیمی مرض کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ قوموں کی گمراہی کی تاریخ اور اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی وقت ہے کہ سچائی کا راستہ اختیار کرلیا جائے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قدر کی جائے، کیونکہ اگر یہ وقت نکل گیا، تو پھر بعد میں سوائے شرمندگی اور پچھتانے کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا، جس طرح تم سے پہلے لوگ، حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں تو بڑے اعتراض کرتے رہے، لیکن ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کی قوم کو احساس ہوا کہ حضرت یوسف کا وجود کس قدر رحمت اور برکت کا سبب تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم، حضرت یوسف کے وصال کے بعد اس قدر مایوس ہوگئی، اور کہنے لگی کہ اب ان کے بعد بھی کیا کوئی رسول آئے گا؟ یعنی ان جیسا رسول تو اب آہی نہیں سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ باتیں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ہیں، ان کے غرور ونخوت نے ان کو اللہ کے احکام میں گستاخ بنادیا ہے، اور ہر ایسے حد سے بڑھ جانے والے شک وتردد میں پڑ جانے والے، لوگوں کو جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی طرح غلطی میں ڈالے رکھتا ہے۔

فی الحال تم کو موسیٰ علیہ السلام کی قدر نہیں، لیکن یاد رکھو! تم ان کے بعد، اسی طرح پچھتاؤ گے، جیسے کہ اہلِ مصر، یوسف علیہ السلام کے بعد پچھتائے۔

قرآن مجید کی سورہ غافر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

www.idaraghufran.org

وَلَقَدْ جَاءَ كُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَاءَ كُمْ بِهٖ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (سورۃ غافر، رقم الآیۃ ۳۴)

یعنی''اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) تمہارے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے،تب بھی تم ان کی لائی ہوئی باتوں کے متعلق شک میں پڑے رہے، پھر جب وہ وفات پا گئے،تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ،اب کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا، اسی طرح اللہ،ان تمام لوگوں کو گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے، جو حد سے گزرے ہوئے،شکی ہوتے ہیں''۔

حضرت یوسف علیہ السلام اسی ملکِ ''مصر''میں مبعوث ہوئے تھے،جن کی حسنِ تدبیر سے یہ ملک سات سالہ قحط کے دور میں امن کے ساتھ گزر بسر کرتا رہا،اور آس پاس کے ملکوں کو بھی غلہ مہیا کرتا رہا،جن کے پاکیزہ سیرت واخلاق سے بادشاہِ مصر اس قدر متاثر ہوا تھا کہ اس نے حکومت ہی حضرت یوسف کے حوالہ کر دی تھی،اور جن کے دورِ حکومت کو تم،عدل وانصاف کے لحاظ سے بہترین دور تسلیم کرتے ہو،لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان کے جیتے جی تم شک وشبہ میں ہی پڑے رہے، اوران پر ایمان نہ لائے،یہ تمہاری ایک انتہا تھی۔

پھر جب وہ فوت ہو گئے،تو تم لوگوں نے حضرت یوسف کی شان یوں بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کی کہ یوں کہنے لگے کہ اب حضرت یوسف جیسا رسول کہاں آئے گا؟ اور یہ خیال کر کے باقی جو انبیاء آئے،انہیں جھٹلانا شروع کر دیا،یہ تمہاری دوسری انتہا تھی۔

اور آج تم حضرت موسیٰ کی نبوت ورسالت کا بھی انکار کر رہے ہو، وہ بھی تمہاری غلط روِش تھی، اور یہ موجودہ روِش بھی غلط ہے، وہ بھی حق کا انکار تھا، یہ بھی حق کا انکار ہے،اس وقت بھی تم شک میں پڑے رہے،اوراب بھی شک میں پڑے ہوئے ہو، ایسے ہی لوگوں کے حق میں گمراہی لکھی ہوتی ہے۔

''رجلِ مومن'' نے حضرت یوسف کا حوالہ اس لیے دیا کہ مصر کے خاص وعام، یوسف علیہ السلام

www.idaraghufran.org

کے جمال اور کمال سے پوری طرح آ گاہ تھے، مصر میں حضرت یوسف کے حسن کے چرچے اوران کی پاکدامنی کے قصّے لوگوں کی زبان پر عام تھے،ان کے نظامِ حکومت کی خوبیاں اورعدل وانصاف کے واقعات نسل درنسل تاریخ کا حصہ بن چکے تھے۔ [1]

یوسف علیہ السلام کے بعداس طرح نہ مصر کی خوشحالی باقی رہی،اورنہ ہی ان جیسا کوئی عدل وانصاف قائم کرسکا،تاریخ میں یوسف علیہ السلام کا دورمصر کا سنہری دورشمار ہوتا ہے،اس بناپر ہرسمجھدار شخص کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر ناراض ہو چکا ہے،لہٰذا اب کوئی رسول نہیں بھیجے گا،کیونکہ ہم نے یوسف علیہ السلام کی قدر نہیں کی تھی،جس وجہ سے اب رسول نہیں آئے گا۔ [2]

---

[1] وقوله تبارک وتعالى: ولقد جائكم يوسف من قبل بالبينات يعنى أهل مصر قد بعث الله فيهم رسولا من قبل موسى عليه الصلاة والسلام وهو يوسف عليه الصلاة والسلام كان عزيز أهل مصر وكان رسولا يدعو إلى الله تعالى أمته القبط فما أطاعوه تلك الطاعة إلا لمجرد الوزارة والجاه الدنيوى ولهذا قال تعالى: فما زلتم فى شک مما جائكم به حتى إذا هلک قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا أى يئستم فقلتم طامعين: لن يبعث الله من بعده رسولا وذلک لكفرهم وتكذيبهم كذلک يضل الله من هو مسرف مرتاب أى كحالكم هذا يكون حال من يضله الله لإسرافه فى أفعاله وارتياب قلبه (تفسير ابنِ كثير، ج۷ص ۱۳۰ ، سورة غافر)

[2] لقد جائكم يوسف يعنى يوسف بن يعقوب من قبل يعنى من قبل موسى بالبينات يعنى قوله أأرباب متفرقون خير أم الله الواحد القهار قيل مكث فيهم يوسف عشرين سنة نبيا وقيل إن فرعون يوسف هو فرعون موسى وقيل هو فرعون آخر فما زلتم فى شک مما جائكم به قال ابن عباس من عبادة الله وحده لا شريک له والمعنى أنهم بقوا شاكين فى نبوته لم ينتفعوا بتلک البينات التى جائهم بها حتى إذا هلک يعنى مات قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا يعنى أقمتم على كفركم وظننتم أن الله لا يجدد عليكم الحجة وإنما قالوا ذلک على سبيل التشهى والتمنى من غير حجة ولا برهان عليه بل قالوا ذلک ليكون لهم أساسا فى تكذيب الأنبياء الذين يأتون بعده وليس قولهم لن يبعث الله من بعده رسولا تصديقا لرسالة يوسف كيف وقد شكوا فيها وإنما هو تكذيب لرسالة من بعده مضمون إلى التكذيب لرسالته كذلک يضل الله من هو مسرف يعنى فى شركه وعصيانه مرتاب يعنى فى دينه(تفسير الخازن، ج۴ص ۷۳، سورة غافر)

اسلامی ناموں کی فہرست

اسلامی ناموں اورکنیت،لقب اورنسبت ونسب سے متعلق شرعی وفقہی احکام

اوربچوں وبچیوں کے معتبر اسلامی ناموں کی فہرست

ناموں کا اصل تلفظ اوران ناموں کے معانی اورنسبت

مصنِّف:مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

طب وصحت حکیم مفتی محمد ناصر

’’ثریا‘‘ ستارہ سے رفعِ آفات کی احادیث

کئی احادیث میں تبدیلی اور تغیرات مثلاً بارش وغیرہ ہونے کی وجہ، ستاروں کو قرار دینے اور سمجھنے کو کفر بتلایا گیا ہے۔

جبکہ ان احادیث کے علاوہ، دوسری بعض احادیث میں مخصوص ستارے، یا ثریا ستارے کے طلوع سے انسانوں، علاقوں اور کھیتوں وفصلوں سے آفات دُور ہونے کی خبر دی گئی ہے۔

محدثین اور اہلِ علم حضرات نے مذکورہ دونوں طرح کی احادیث کے مضمون کو اس طرح جمع کیا ہے کہ جن احادیث میں تغیرات مثلاً بارش وغیرہ ہونے کی وجہ، ستاروں کو قرار دینے اور سمجھنے کو کفر بتلایا گیا ہے، تو اُن احادیث سے مقصود ستاروں کو بارش وغیرہ کا اصل سبب اور اصل وجہ سمجھنے کی نفی ہے، اور اس کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کا حکم ہونے کی تعلیم ہے۔

جبکہ جن احادیث میں مخصوص ستارے، یا ثریا ستارے کے طلوع سے آفات دُور ہونے کی خبر دی گئی ہے، اُن احادیث میں ان ستاروں کو آفات کے دُور ہونے کی ایک علامت کے طور پر بیان کیا گیا ہے، کہ ان ستاروں کا طلوع آفات دُور ہونے کا وقت ہے، نہ کہ ان ستاروں کے اندر ایسی کوئی طاقت ہے، کہ یہ ستارے اُن آفات کو دُور وختم کر سکتے ہوں۔

ذیل میں وہ احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

بارش کی وجہ ستاروں کو قرار دینے کی بُرائی

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ

www.idaraghufran.org

عِبَادِی مُؤْمِنٌ بِی وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِی كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِی مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ (مسلم، رقم الحديث ١٢٥ "٧١"، باب بيان كفر من قال: مطرنا بالنوء)

ترجمہ: حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، اس وقت رات کی بارش کا اثر باقی تھا، نماز سے فارغ ہو کر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ میرے بعض بندے ایمان پر اور بعض کفر پر صبح کرتے ہیں، جس نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوتی ہے، تو یہ مجھ پر ایمان لانے والے اور ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں، اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں ستارہ کی وجہ سے ہم پر بارش ہوتی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والے اور ستارے پر ایمان لانے والے ہیں (مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ تَرَوْا إِلَى مَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالَ: مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِی مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ. يَقُولُونَ الْكَوَاكِبُ وَبِالْكَوَاكِبِ (مسلم، رقم الحديث ١٢٦ "٧٢"، باب بيان كفر من قال: مطرنا بالنوء، مسند احمد، رقم الحديث ٨٧٣٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے رب کے اس فرمان پر غور نہیں کرتے کہ میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت نازل کرتا ہوں مگر ان میں سے ایک گروہ اس نعمت کی ناشکری کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ ستاروں نے ایسا کیا، اور ستاروں کی وجہ سے ایسا ہوا (مسلم)

www.idaraghufran.org

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ، يُنْزِلُ اللهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ: الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِي حَدِيثِ الْمُرَادِيِّ: بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا (مسلم، باب بيان كفر من قال: مطرنا بالنوء)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ آسمان سے جو برکت بھی نازل کرتا ہے تو لوگوں میں سے ایک گروہ اس کی ناشکری کرتا ہے، اللہ بارش نازل فرماتا ہے اور اس گروہ کے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے نے ایسا کیا (یعنی بارش برسائی) اور فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ایسا ہوا (مسلم)

اورحضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَوْ أَمْسَكَ اللهُ الْقَطْرَ عَنِ النَّاسِ سَبْعَ سِنِينَ، ثُمَّ أَرْسَلَهُ لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ بِهِ كَافِرِينَ، يَقُولُونَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ (مسند احمد، رقم الحديث ١١٠٤٢)[1]

ترجمہ: اگر اللہ سات سال تک لوگوں سے بارش روک لے، اور پھر بارش برسائے تو لوگوں کی ایک جماعت اس پر یہ کہہ کر کافر بن جائے گی کہ "مِجْدَح" (یعنی چاند کی منزل) کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے (مسند احمد)

"مِجْدَح" میم کے زیر جیم کے جزم اور دال کے زبر کے ساتھ اہلِ عرب کے نزدیک چاند کی منازل میں سے ایک منزل کا نام ہے، زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس منزل کو بارش برسنے کا سبب قرار دیتے تھے۔

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن، وهذا سند رجاله ثقات.

www.idaraghufran.org

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَمِنْهُمْ كَافِرٌ، قَالُوا: هَذِهِ رَحْمَةُ اللهِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَكَذَا "قَالَ: فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: "فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ"، حَتَّى بَلَغَ "وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ" (مسلم، رقم الحديث ١٢٧ "٧٣"، باب بيان كفر من قال: مطرنا بالنوء)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بارش ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ شکر کرتے ہوئے صبح کرتے ہیں اور کچھ لوگ ناشکری کرتے ہوئے صبح کرتے ہیں، شکر گزاروں نے کہا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے اور ناشکروں نے کہا کہ فلاں فلاں ستارہ نے ایسا کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیات نازل ہوئیں:

"فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ"، حَتَّى بَلَغَ "وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ"

''میں ستاروں کے گرنے کی جگہ کی قسم کھاتا ہوں'' یہاں تک پہنچے ''اورتم نے اپنا رزق بنالیا ہے کہ تم اسے جھٹلاتے ہو'' (مسلم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ستاروں کے طلوع وغروب اور چاند کی منازل کو بارش برسنے کا حقیقی اور اصلی سبب سمجھنا درست نہیں، بلکہ کفریہ عمل ہے۔

ستارے کے طلوع سے آفات کا دُور ہونا

کئی احادیث میں مخصوص ستارے یا ثریا ستارے کے طلوع کے وقت آفات دُور ہونے کی خبر دی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلع النجم ذا صباح، رفعت العاهة (مسند أحمد، رقم الحديث ٨٤٩٥) [1]

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب صبح والا ستارہ طلوع ہوجائے، تو آفت اُٹھالی جاتی ہے (مسند احمد)

مذکورہ حدیث میں صبح کے ستارہ کے طلوع ہونے پر آفت اُٹھالیے جانے کا ذکر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا طَلَعَ النَّجْمُ صَبَاحًا قَطُّ، وَبِقَوْمٍ عَاهَةٌ إِلَّا رُفِعَتْ عَنْهُمْ (المعجم الاوسط، رقم الحديث ١٣٠٥) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بھی صبح ستارہ طلوع نہیں ہوا، اور کسی قوم کے ساتھ آفت ہوتی ہے، مگر اُن سے وہ (آفت) اُٹھالی جاتی ہے (طبرانی اوسط)

مذکورہ حدیث میں کسی بھی صبح کے ستارہ کے طلوع ہونے پر جو بھی آفت میں مبتلا قوم ہو، اُن سے آفت کے اُٹھالیے جانے کا ذکر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا ارْتَفَعَ النَّجْمُ رُفِعَتِ الْعَاهَةُ عَنْ كُلِّ بَلَدٍ (المعجم الصغير للطبراني، رقم الحديث ١٠٤) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ستارہ بلند ہوجائے، تو ہر شہر سے آفت اُٹھالی جاتی ہے (طبرانی صغیر)

مذکورہ حدیث میں ستارہ بلند ہونے پر ہر شہر سے آفت اُٹھالیے جانے کا ذکر ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ رُفِعَتِ الْعَاهَةُ عَنْ أَهْلِ كُلِّ بَلَدٍ (شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ٢٢٨٢، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى طلوع النجم الذى ترتفع بطلوعه العاهة أو تخف أى النجوم هو)

---

[1] قال الطبراني: لَمْ يَدْخُلْ أَحَدٌ مِمَّنْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عِسْلِ بْنِ عِسْلٍ، وَعَطَاءٍ السَّلِيلِ إِلَّا وُهَيْبٌ، وَلَا عَنْ وُهَيْبٍ وَلَا حَرَمِيٌّ، تَفَرَّدَ بِهِ: الْجَرَّاحُ.

[2] قال الطبراني: لَمْ يَرْوِهِ عَنْ دَاوُدَ الطَّائِيِّ إِلَّا مُصْعَبٌ وَالنَّجْمُ هُوَ الثُّرَيَّا.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ستارہ طلوع ہوجائے، تو ہر شہروالوں سے آفت اُٹھالی جاتی ہے(شرح مشکل الآثار)

مذکورہ حدیث میں ستارہ طلوع ہونے پر ہر شہروالوں سے آفت اُٹھالیے جانے کا ذکر ہے۔

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ صَبَاحًا، لَا تَكُونُ عَاهَةٌ إِلَّا رُفِعَتْ إِلَّا حُذِفَ عَنْهُمْ (مسند الإمام أبي حنيفة رواية أبي نعيم الاصبهاني، صفحه۱۳۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی صبح ستارہ طلوع ہوجائے، تو کوئی آفت بھی (ایسی) نہیں ہوتی، مگر وہ اُٹھالی جاتی ہے، اُن سے ختم کردی جاتی ہے (مسند ابی حنیفہ، اصبہانی)

مذکورہ حدیث میں صبح کے ستارہ کے طلوع ہونے پر آفت اُٹھالیے جانے اور آفت کے ختم کرنے دیے جانے کا ذکر ہے۔

اورایک روایت میں ہے کہ:

أن النبي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلَّم قال: إذا ارتفعت النجوم رفعت العاهة، عَن كل بلد (الطب النبوى لابى نعيم الاصبهانى، رقم الحديث ۱۴۰، باب توقى الحركة فى فصول السنة المعوهة ومعرفتها، العظمة لابى الشيخ الاصبهانى، ج۴، ص ۱۲۲۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ستارے بلند ہوجائیں، تو ہر شہر سے آفت اُٹھالی جاتی ہے(طب نبوی، اصبہانی)

مذکورہ حدیث میں ایک ستارہ کے بجائے، کئی ستاروں کے بلند ہونے پر ہر شہر سے آفت اُٹھالیے جانے کا ذکر ہے۔

اورحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

www.idaraghufran.org

إذا طلع النجم رفعت العاهة عن أهل كل بلد (الآثار لابی یوسف، رقم الحدیث ۹۱۷، باب الغزو والجیش)

ترجمہ: جب ستارہ طلوع ہو جائے، تو تمام شہر والوں سے آفت اُٹھالی جاتی ہے (آثار)

مذکورہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے، اور اس کا مضمون گزشتہ مرفوع روایات کے مطابق ہے۔

مذکورہ تمام احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں، جنہیں مختلف محدثین نے اپنی اپنی کتب میں جمع کیا ہے۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی صبح کوئی ستارہ طلوع نہیں ہوا، مگر زمین میں یا زمین سے ہر آفت اُٹھالی جاتی ہے (الکامل لابن عدی، ج۵، ص۲۵۶) [1]

مذکورہ حدیث میں کسی بھی صبح کے کسی بھی ستارہ کے طلوع ہونے پر زمین کی ہر آفت اُٹھالیے جانے کا ذکر ہے۔ مگر اس حدیث کو بعض راویوں کی وجہ سے بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [2]

مذکورہ احادیث وہ ہیں، جن میں ستارے کے طلوع سے تمام شہروں اور اہلِ شہروں سے آفات کے اُٹھائے جانے کا ذکر ہے۔

مگر مذکورہ احادیث میں اس مخصوص ستارے، یا ستاروں کا نام ذکر نہیں ہوا۔ [3] (جاری ہے......)

---

[1] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما طلع النجم ذا صباح إلا رفعت كل آفة وعاهة فى الأرض أو من الأرض (الكامل لابن عدى، ج۵، ص۲۵۶)

[2] عن أبى سعيد رفعه "ما طلع نجم ذا صباح إلا رفعت كل آفة وعاهة فى الأرض أو من الأرض "أخرجه ابن عدى والسهمى فى "تاريخ جرجان من طريق ابن أبى ليلى عن عطية عن أبى سعيد به . وإسناده ضعيف لضعف محمد بن عبد الرحمن بن أبى ليلى وعطية بن سعد العوفى (أَنِيسُ السَّارى فى تخريج وَتحقيق الأحاديث التى ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلانى فى فَتح البَارى، لأبى حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتى، ج ۱، ص۴۰۸)

[3] قال أبو جعفر: فتأملنا هذا الحديث فلم نجد فيه ذكر ذلك النجم أى النجوم هو؟ فطلبناه فى غيره من الأحاديث (شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ۲۲۸۲، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى طلوع النجم الذى ترتفع بطلوعه العاهة أو تخف أى النجوم هو)

www.idaraghufran.org

اخبارِادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

☐......13/20/27/شوال اور 5/ذیقعدہ 1441ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں کرونا وائرس کی وجہ سے احتیاطی تدابیر کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کیا گیا۔

☐......22/29شوال، 1441ھ، بروز اتوار تک مدیر صاحب کی محدود اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

☐......ملک میں کرونا وائرس کی وبا اور اس کے نتیجے میں تعلیمی سرگرمیاں موقوف ہونے کی وجہ سے، ادارہ غفران کے تعلیمی شعبوں اور تعمیرِ پاکستان سکول میں تعطیلات کا سلسلہ جاری ہے۔

☐......ادارہ غفران کے اساتذۂ کرام اور عملہ کے جملہ افرد، بحمد اللہ تعالیٰ احتیاطی تدابیر کے ساتھ، دینی خدمات میں مصروفِ عمل ہیں۔

چنانچہ مفتی محمد رضوان صاحب اور آپ کے معاونین، تصنیف وتالیف اور تحقیق کے کاموں میں مصروف ہیں، دارالافتاء سے منسلک حضرات کی طرف سے بذریعہ ٹیلی فون، بذریعہ ڈاک اور دستی وزبانی طریقہ پر فتاویٰ ومسائل کا کام جاری ہے۔

☐......ادارہ غفران کے بعض تعلیمی شعبوں میں آن لائن طریقے پر تعلیم وتدریس کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ موجودہ وبا سے جلد از جلد حفاظت عطاء فرمائے۔ آمین۔

علمی وتحقیقی رسائل (جلد11)

(1)...شفاعة فی الأخرة (اقسام واحکام)

(2)...اھلِ فترة و جاھلیة کا حکم

علمی وتحقیقی رسائل (جلد12)

(1)...احادیث ختم نبوت

(2)...شَفَاعَةُ النَّبِیِّ لِأَبَوَیِ النَّبِیِّ

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

www.idaraghufran.org

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

4 / جون/ 2020ء/ 12 /شوال المکرّم/ 1441ھ: پاکستان: سٹیل ملز کے 9ہزار350ملازمین فارغ، ای سی سی نے منظوری دے دی 5 / جون: پاکستان: کورونا، 2ایم پی ایز سمیت 76جاں بحق، مزید احتیاط کی ضرورت، وزیراعظم آفس کا چاروں صوبوں، گلگت کو پیغام 6 / جون: پاکستان: پنجاب اسمبلی، 3 گستاخانہ کتب کی فوری ضبطی اور فروخت پر پابندی کا حکم 7 / جون: امریکہ سمیت کئی ملکوں میں نسلی امتیاز کے خلاف مظاہرے 8 / جون: پاکستان: کورونا، دنیا میں 3لاکھ 87ہزار 898اموات، جرمنی میں 5لاکھ ملازمتیں ختم 9 / جون: پاکستان: کورونا، 30لاکھ افراد بیروزگار، شرح غربت 33.5فیصد ہونے کا امکان 10 / جون: پاکستان: جی20 کا ابھرتی معیشتوں کو 21ارب ڈالر دینے کا وعدہ، رقم کورونا وائرس کی تشخیص، ویکسینیشن اور تحقیق وترقی پر خرچ کی جائے گی 11 / جون: پاکستان: ملک میں پٹرول نایاب، بیشتر پمپس بند، کہیں پٹرول مہنگا بیچا جانے لگا، سی سی پی نے تحقیقات شروع کردیں 13 / جون: پاکستان: قومی اسمبلی، مالی بجٹ 2020-2021 پیش، سٹیشنری، انرجی ڈرنکس مہنگے، سیمنٹ، موٹرسائیکل سستے، مہنگے تعلیمی اداروں پر 100 فیصد ٹیکس عائد، تاجروں کے شناختی کارڈ کے بغیر خریداری کی حد 50ہزار سے بڑھا کر 1لاکھ روپے کردی گئی، تنخواہ، پنشن میں کوئی اضافہ نہیں، وصولیوں کا ہدف 3900ارب مقرر 14 / جون: پاکستان: ملک بھر کے 1292 مقامات پر سمارٹ لاک ڈاؤن 15 / جون: پاکستان: پنجاب کی تمام یونیورسٹیز میں قرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھنا لازمی قرار، قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ پڑھے بغیر ڈگری نہیں ملے گی، نوٹیفکیشن جاری 16 / جون: پاکستان: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ خاتم النبیین لکھنا لازمی قرار، سندھ اسمبلی میں قرارداد منظور 17 / جون: پاکستان: وفاقی کابینہ، وینٹی لیٹرز، آکسیجن، بستر بڑھانے، انجکشن سستے کرنے، طبی عملے کے لیے الاؤنس کی منظوری، کورونا متاثرہ مقامات سیل ہونا شروع، عالمی پروازوں کی مرحلہ وار بحالی کا فیصلہ 18 / جون: پاکستان: سندھ کا 12 کھرب 40ارب کا بجٹ پیش، سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 10 فیصد تک اضافے کا اعلان ☎ بی این پی حکومتی اتحاد سے الگ، 2سال معاہدے پر عمل کا انتظار کیا، اختر مینگل 19 / جون: پاکستان: پیٹرول بحران، 9 تیل کمپنیوں کے لائسنس مسنوخی کا حکم، ذمہ دار افراد گرفتار، اور ذخیرہ شدہ پیٹرول مارکیٹ میں سپلائی کیا جائے، وزیراعظم ☎ کراچی کے 43، راولپنڈی کے 22علاقے سیل، کورونا مزید 118جانیں لے گیا 20 / جون: پاکستان: سپریم کورٹ، جسٹس فائز

www.idaraghufran.org

عیسیٰ کے خلاف ریفرنس،شوکاز کالعدم، 10رکنی بینچ کا متفقہ مختصر فیصلہ،سپریم کورٹ کا معاملہ ایف بی آر بھیجنے، کاروائی 60روز میں مکمل کرنے کا حکم ☎ سعودی عرب،مسلسل 90روز کی بندش کے بعد احتیاطی تدابیر کے ساتھ 1560مساجد کل سے کھولنے کا فیصلہ ✍ 21/ جون: پاکستان: جامعہ بنوریہ کراچی کے مہتمم مفتی محمد نعیم انتقال کرگئے،طویل عرصے سے دل کے عارضے میں مبتلا تھے،وزیر اعظم،آرمی چیف،مولانا فضل الرحمٰن،وفاق المدارس ودیگر کا اظہارِ رنج ✍ 22/ جون: پاکستان: مختلف ممالک میں سورج گرہن،مساجد میں نمازِ کسوف ادا ✍ 23/ جون: پاکستان: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ''خاتم النبیین'' لکھنا لازمی قرار،قومی اسمبلی میں بھی قرارداد متفقہ منظور،تمام جماعتوں کی حمایت،خاتم النبیین پڑھنا اور بولنا بھی لازمی،نصابی،درسی سمیت تمام کتابوں پر اطلاق ہوگا۔متن ☎ سعودی عرب: بین الاقوامی حج آپریشن معطل،رواں سال صرف سعودیہ میں مقیم محدود افراد فریضہ حج ادا کرینگے،پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمان رواں سال حج کا سفر نہیں کرسکیں گے ✍ 24/ جون: پاکستان: کراچی طیارہ حادثہ،پائلٹ،ایئر ٹریفک کنٹرولر اور CAA ذمہ دار قرار،عبوری تحقیقاتی رپورٹ وزیرِ اعظم کو پیش ☎ سعودی عرب: ریاض،صرف 10ہزار لوگ حج کریں گے،عازمین کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا،تمام افراد کا معائنہ ہوتا رہے گا،سعودی حکومت ✍ 25/ جون: پاکستان: سینٹ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ خاتم النبیین لکھنے کی قرارداد متفقہ منظور۔

www.idaraghufran.org